ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۲ | مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۷ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

خان محمد امین خانصاحب کی خیر و عافیت

خوشخبری

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہمارے پیارے مجاہد بھائی خان محمد امین خانصاحب جو خدا تعالیٰ کی راہ میں خدا کے سچے اور حقیقی دین اسلام کی اشاعت کی خاطر اپنی جان جوکھوں میں ڈالکر روس کے علاقہ میں گئے ہوئے تھے۔ اور جن کی نسبت کئی ماہ سے یہ تڑپا دینے والی خبر مشہور تھی۔ کہ بولشویکوں کے ہاتھوں انہوں نے جام شہادت پی لیا ہے۔ خدائے قادر و توانا کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل بخیر و عافیت ہیں۔ یہ مسرت افزا اور خوشی کی خبر حسب ذیل برقی پیغام کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پہنچی ہے جو ڈاکٹر یوسف شاہ صاحب نے دزداب سے بھیجی ہے۔

"۷ مئی۔ میر جاوا۔ محمد امین بخیریت مشہد پہنچ گئے ہیں۔ روانگی ہندوستان پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

مدینۃ المسیح

۸ مئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے خطبہ جمعہ میں لاہور کے تازہ فساد کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اور مختصراً ارشاد فرمایا۔ کہ اس وقت مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ اور سکھوں کے متعلق کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ خطبہ انشاء اللہ بہت جلدی شائع ہو گا۔

خطبہ جمعہ کے خاتمہ پر حضور نے اعلان فرمایا۔ کہ نماز کے بعد معاً تمام ناظر اور نائب ناظر مبلغین مدرسہ احمدیہ کے اُستاد اور مولوی فاضل جماعت مبلغین کلاس کے طلباء مصنفین سلسلہ ایڈیٹر اور اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبارات سلسلہ دفتر ڈاک میں جمع ہو جائیں انہیں ضروری ہدایات دی جائینگی چنانچہ یہ سب اصحاب جو قادیان میں موجود تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور حضور نے عصر کی نماز تک موجودہ حالات ملکی اور مذہبی کے متعلق تقریر فرمائی۔ اور ضروری ہدایات نوٹ کرائیں۔

نماز عصر کے بعد مدرسہ خواتین کا جلسہ تقسیم انعامات ہوا جس میں ہر مضمون میں اول اور دوم رہنے والی طالبات کو منتظمین مدرسہ نے انعام تقسیم کئے۔ اس سال مدرسہ میں ۵۸ طالبات تھیں جنمیں سے ۱۳ نے سالانہ امتحان میں شرکت کی اور دو بعض مجبوریوں کی وجہ سے امتحان نہ دے سکیں انہیں بعد میں امتحان دینے کا موقعہ دیا جائیگا۔ سب سے اعلیٰ درجہ پر مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی لڑکی جو طالبات میں سے چھوٹی عمر کی ہے پاس ہوئی۔ اور ہر مضمون میں اول رہی۔ اور سب سے زیادہ انعام بھی اسی کو حاصل ہوئے۔ ہم عزیزہ محترمہ اور اسکے والدین کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔

مولانا شیر علی صاحب نے مختصر طور پر اس مدرسہ کی رپورٹ سنائی۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے خواتین کو جو پردہ میں بیٹھی تھیں انعام عطا کئے۔ بعد میں تقریر بھی فرمائی جس میں مستورات کی علم حاصل کرنے کے متعلق ہر طرح حوصلہ افزائی فرمائی۔

مغرب کے بعد دفتر ایڈیٹر الفضل کے احاطہ میں ایک مشاعرہ ہوا جس کے منتظم اور داعی چند نوجوان بچے تھے۔ مشاعرہ عشاء کی نماز کے لئے ملتوی ہو کر پھر شروع ہوا۔ حاضری بہت کافی تھی کئی ایک اچھی نظمیں پڑھی گئیں۔ خاصکر منشی قاسم علی خان صاحب قادیانی۔ نعمت اللہ خان صاحب اور حبیب الرحمٰن صاحب اور حافظ سلیم احمد صاحب کی نظمیں تھیں۔

۷ مئی صبح طلباء و اساتذہ تعلیم الاسلام ہائی سکول نے جناب صوفی غلام محمد صاحب بی اے اور بابو عزیز الدین صاحب کو دعوت دی اور ایڈریس ... حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ ... طلباء و اساتذہ کو ...

غیر احمدی مولوی قادیان میں

ایسے وقت میں جبکہ دشمن اسلام کو مٹا ڈالنے کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ اور تمام مسلمان کہلانے والوں کے لئے خواہ وہ کسی فرقہ اور کسی عقیدہ کے ہوں۔ عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ "علماء کرام" نے اپنے اوقات گرامی میں سے کچھ وقت اسلام کی اس بہت بڑی خدمت کو سر انجام دینے کے لئے نکال ہی لیا۔ کہ ۳۔۴۔۵ مئی قادیان میں تشریف لا کر عوام کو اپنی غلط بیانیوں اور دہوکہ دہیوں سے احمدیوں کے خلاف اشتعال دلائیں۔ اپنے خلاف تہذیب اور ناپاک الفاظ سے احمدیوں کی دل آزاری کریں۔ اور اس طرح انشقاق اور اختلاف فتنہ و فساد کی آگ کو اپنے دامن تقدس سے برافروختہ کریں۔ لیکچراروں کے علاوہ جلسہ کے ایک خاص پریذیڈنٹ کا رویہ جو بٹالہ کا رہنے والا تھا۔ اور مسخ شدہ شکل و شباہت کے ساتھ زبان درازی اور فتنہ پردازی میں بھی طاق تھا۔ احمدیوں کے متعلق سخت ہتک آمیز اور شرمناک تھا۔ جلسہ میں ایک آدھ احمدی جو اسے نظر آتا۔ اسے نہایت غیر شریفانہ تحکم اور سختی کے ساتھ مخاطب کر کے ناپاک زمین پر جہاں کوئی چھوٹی چٹائی بھی نہ تھی۔ بیٹھنے کے لئے کہتا۔ ہماری طرف سے ان کی تمام افسوسناک حرکات کو وقار اور تحمل کے ساتھ برداشت کیا گیا۔ اور اشتہار اور تقریروں کے ذریعہ اعتراضات اور افترا پردازیوں کے بڑی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ جواب دئے گئے۔ اور جو اصحاب ہماری مجلسوں یا ہمارے علاقہ میں آئے۔ ان کی ہر طرح خاطر مدارات ملحوظ رکھی گئی۔ ۵ر تاریخ مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سوا دو گھنٹے کے قریب ایک بسیط تقریر فرمائی۔ تقریر کے بعد آٹھ اصحاب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ٭

حصہ وصیت میں اضافہ

(۱) چوہدری نعمت خان صاحب سینیر سب جج امرتسر اپنی آمدنی کے ۱/۵ حصہ اور اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتے ہیں۔ جو تنخواہ ماہانہ ۵۰۰ روپیہ ماہوار ہے

(۲) سماۃ جیجاں زوجہ مراد بخش صاحب راجپوت کریام ضلع [illegible] حصہ کی وصیت بھجوائی ہے اپنے زیور کا ۱/۳ حصہ داخل کر دیا ہے

(۳) شیخ محمد یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول صدر گنبیرہ اپنی آمد ماہوار کے ۱/۵ حصہ کی وصیت کرتے ہیں۔

(۴) مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن قادیان نے چند مہینے [illegible] ہوئے اپنی آمدنی کا ۱/۳ حصہ ماہوار دینے کا اقرار کیا تھا۔ مگر اب فرماتے [illegible]

محکمہ جنگلات کی ملازمت کے امیدوار [illegible] عبداللطیف صاحب پروفیسر کالج [illegible] امتحان مقابلہ ۸ر جولائی ۱۹۲۷ء سے دہلی [illegible] لکھتے ہیں۔

[illegible] قادیان

دین کی مدد کیلئے اپنی ضروریات میں کمی کرنا

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آج الفضل نمبر ۸۲ مورخہ ۱۹ر اپریل ۱۹۲۷ء میں "مجلس مشاورت کی روئداد" کے ہیڈنگ کے ماتحت ایک سنسنی خیز اور رعشہ پیدا کر دینے والی خبر کو دیکھا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے معصوم بچے کے متعلق تھی۔ اس کا اتنا اثر ہوا۔ کہ میں نے فوراً اخبار کو بند کر کے مناسب سمجھا۔ کہ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں اپنے قیمتی اخبار میں شائع کرنے کے لئے ارسال کروں۔ تاکہ میرے دل کا جوش جو محض خدا کے لئے ہے۔ میرے دوسرے بھائیوں تک پہنچے۔ اور وہ بھی پیارے خلیفہ کی پیاری آواز پر لبیک کہیں۔ میں بہت طویل لکھنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت کو بخوبی معلوم ہے۔ کہ انبیاء سے تعلق لگانا کوئی معمولی سودا نہیں۔ اس جگہ مال اور جان کا خیال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ایمان کو دیکھا جاتا ہے۔ اور یہی قیمت ہے۔ جس کی دولت کو تقسیم کرنے کے لئے انبیاء دنیا میں آیا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ میں [illegible] پر میں لوگوں کو لیجانا چاہتا ہوں۔ وہ بہت کٹھن اور خاردار ہے۔ جو نازک پاؤں والے ہوں۔ وہ مجھ سے علیحدہ ہو جائیں۔ اب جماعت پر آزمائش کا وقت آ رہا ہے۔ اس لئے قربانیاں ہمارے ایمان میں لغزش ڈالنے والی نہیں ہونی چاہئیں۔ بلکہ ہمارا ایمان اور مضبوط ہونا چاہیئے۔ اور ہمیں ہر طرح قربانی کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اور اس میں اپنی خوش نصیبی سمجھنی چاہیئے۔ ہم میں بہت ایسے ہیں۔ جو اگر اپنی ضروریات میں قطع و برید کریں تو اسلام کی خدمت کے لئے بہت کچھ بچا سکتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنی ضروریات کو کم نہیں کر سکتے۔ تو کیا ان کو گوارا ہے۔ کہ ان کا جرنیل جو محبوب محمود ہے۔ وہ تو اپنے جگر پر اتنی سختی برداشت کرے۔ مگر ہم نہ کریں۔ وہ دن ہمارے لئے ڈوب مرنے کا ہوگا جب ہم اس قیمتی وجود کو تو تکلیفیں برداشت کرتے دیکھیں اور خود خاموش ہو کر بیٹھے رہیں۔ آج سے ہمیں اس تحریک میں شامل ہونا چاہیئے۔ اور گھروں میں ایسا دستور جاری کرنا چاہیئے۔ کہ گھر میں کا ہر ایک اپنی طاقت اور سمجھ کے مطابق اپنی ضروریات کو مختصر کر کے بیت المال کو اتنا فارغ البال کر دے۔ کہ ہمارے خلیفہ جو ہماری حرز جان ہیں۔ وہ خوش ہو جائیں۔ اور ان کے جو ارادے ہیں۔ وہ پورے ہو جائیں۔ آخر میں میری استدعا ہے۔ کہ سب احمدی احباب حضرت اقدس کی خدمت میں مودبانہ عرض کریں۔ کہ حضور اپنے جسم پر اس طرح کا بوجھ نہ ڈالیں۔ کیونکہ جو جسم پہلے ہی دن رات تفکرات میں گھلتا رہتا ہے۔ اس کی پرداخت ضروری ہے۔ ہاں اگرچہ میری مالی حالت اس وقت کمزور ہے۔ مگر میں اس فنڈ میں پچاس روپے دو اقساط میں انشاء اللہ ادا کر دوں گا۔ اور پہلی قسط ماہ اپریل کی تنخواہ ملنے پر اپنی جماعت کے سیکرٹری صاحب کے پاس جمع کرا دوں گا۔ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ سب اس شعر کے مصداق بنیں ؎

آں نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

خاکسار ادنیٰ غلام احمدیت بندہ محمد رفیع سب انسپکٹر پولیس لاڑکانہ

مسلم سے خطاب

گوش دل سے مسلم خوابیدہ سن میری یہ بات
ہے اگر مطلوب تجھ کو اپنی ہستی کا ثبات

وہ مظالم تجھ پہ توڑے جا رہے ہیں ان دنوں
گونج اٹھی ہے صدائے الاماں سے کائنات

تیری بربادی کے درپے ہیں ترے ناراست دوست
حد سے بڑھتے جا رہے ہیں پیروان سومنات

شدھی و بدھی کے دشمن تجھکو کرتے ہیں اشدھ
دے رہے ہیں العجب! مردے تجھے درس حیات

جن کی بھگتی ناچنا گانا بجانا ہے فقط
دیکھ سکتے ہیں بھلا کب تجھکو پابند صلوٰۃ

چاہتے ہیں چھوڑ کر لحم البقر لحم الطیور
گلئے بھینسوں کی طرح چرنے لگے تو ساگ پات

یادگار خالد و محمود کچھ غیرت دکھا
جو کہ خود ناپاک ہیں کرتے ہیں تجھ سے چھوت چھات

خاکسار رحمت اللہ شاکر انذ نوشہرہ چھاؤنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل
قادیان دارالامان - ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۷ء

اسلام کے لئے قربانی کرنے کی خاطر آمدنی بڑھاؤ اور خرچ گھٹاؤ

جس طرح ملکی جنگ کو کامیابی کے ساتھ ختم کرنے اور دشمن کو شکست فاش دینے کے لئے ایک آخری اور فیصلہ کن جنگ ضروری ہوتی ہے۔ جو بہت بڑی اور مکمل تیاری کے ساتھ کی جاتی ہے اسی طرح مذہبی جنگ میں فتح حاصل کرنے اور جھوٹے مذاہب کی تمام جدوجہد کو باطل کرنے کے لئے بھی بہت بڑی معرکہ آرائی کرنی پڑتی ہے۔ اور اس کے لئے خاص تیاری اور بہت بڑے ساز و سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ منشاء ایزدی کے ماتحت اب اس قسم کے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ ہندوستان میں جہاں تمام دنیا کے مذاہب جمع ہیں۔ سب کا پُر زور مقابلہ ہو کر اس بات کا فیصلہ ہو جائے کہ صرف اسلام ہی سچا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مذہب ہے۔ اور اسی پر چلنے سے دنیا میں امن و عافیت میں سُرخروئی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ اس مقابلہ کے لئے پوری پوری تیاری کرے۔ اور جس قسم کی قربانی کی بھی ضرورت ہو۔ بلا دریغ پیش کر دے۔ کیونکہ جب ہندوستان میں اسلام تمام دیگر مذاہب پر غالب آ جائے گا۔ اور اسے ایسی فتح اور کامیابی حاصل ہو جائیگی۔ جو ظاہر بین اور سطحی نظر رکھنے والے لوگوں کو بھی نمایاں طور پر نظر آنے لگیگی۔ تو نہ صرف ہندوستان میں گروہ در گروہ اور فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہونے شروع ہو جائیں گے۔ بلکہ ساری دنیا میں اسلام کی اس فتح اور کامیابی کا ایسا اثر پڑیگا۔ کہ پھر کہیں کوئی مقابلہ پر نہ ٹھہر سکیگا۔ اور اسلام کو وہ شوکت و عظمت حاصل ہو جائیگی۔ اور اس کے ماننے والوں کو وہ رعب اور دبدبہ مل جائے گا۔ کہ ان کے نام سے بد رُو حیں بھاگیں گی۔ اور شیطان ان کے دم سے مریگا۔

جیسا کہ حالات اور واقعات بتا رہے ہیں۔ وہ وقت ہر گھڑی قریب سے قریب تر آ رہا ہے۔ جب آخری جنگ کا بگل بج جائے۔ اور فیصلہ کن معرکہ کا نتیجہ رونما ہو جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کو خاص قربانیوں کا ارشاد فرما رہے ہیں۔ اور اس وقت سے اطلاع دے رہے ہیں۔ جبکہ اگر ضرورت ہوئی۔ تو سوائے ستر پوشی کے لئے گز سوا گز کپڑے اور قوت لایموت کے باقی سب کچھ اسلام کے لئے قربان کر دیا جائے گا۔

خدا کرے۔ جب ایسا وقت آئے۔ تو ہم میں سے ہر ایک اس سعادت کے حاصل کرنے کی توفیق پائے۔ اور خدا ہی کا دیا ہوا سب کچھ قربان کر کے خدا کو حاصل کرے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے بڑی اور انتہائی قربانی کی توفیق اسی کو ملا کرتی ہے۔ جو عام قربانی کرنے کے لئے نہ صرف تیار رہتا ہے۔ بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہوتا ہے۔ جو شخص اسوقت معمولی ماہوار مقررہ شرح کے مطابق اپنی آمدنی کا قلیل حصہ خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر نہیں دے سکتا۔ اس کی نسبت کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب تمام کا تمام مال اور ساری کی ساری جائداد اسلام کے لئے قربان کر دینے کا وقت آئے۔ تو وہ منہ نہیں موڑے گا۔ اور مردانہ وار اپنا سب کچھ پیش کر دے گا۔ پس دم نقد جس بات کی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک فرد اپنی آمدنی کے لحاظ سے مقررہ چندہ جو ایک آنہ فی روپیہ ماہوار ہے۔ بڑی خوشی اور مسرت سے باقاعدہ دیئے جائے اور پچاس یا چالیس فیصدی چندہ خاص ادا کرنے میں بھی کسی قسم کی سستی اور کوتاہی اختیار نہ کرے۔

ہماری جماعت کے وہ اصحاب جو خود باقاعدہ چندہ ادا کرتے ہیں۔ ان کا جہاں یہ فرض ہے۔ کہ دوسرے اصحاب کو بھی اسی باقاعدگی سے چندہ دینے کی تحریک کریں۔ وہاں ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جس قدر وہ دین کے لئے مالی قربانی کرنے میں اپنا قدم آگے بڑھائیں۔ اسی نسبت سے اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے کی بھی کوشش کریں۔ تاکہ نہ صرف انہیں زیادہ سے زیادہ خدا کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرنے کی توفیق ملتی رہے۔ بلکہ وہ ذاتی طور پر بھی مالی مشکلات میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں لیکن اگر آمدنی میں اضافہ نہ ہو سکے۔ اور یہ ان کے بس کی بات نہ ہو۔ تو کم از کم یہ تو انہیں ضرور کرنا چاہیئے۔ کہ اپنے اخراجات میں کمی کر دیں۔ تا دین کی خدمت کے لئے اپنی آمدنی کا جس قدر حصہ وہ دیتے ہیں۔ اس کے لئے بآسانی گنجائش نکل سکے۔ اور اس کے علاوہ اگر کسی وقت کسی خاص تحریک میں بھی حصہ لینا پڑے۔ تو بآسانی اور بغیر قرض اٹھائے حصہ لے سکیں۔ اب عام طور پر یہ صورت ہوتی ہے۔ کہ ایک مخلص احمدی جب یہ سنتا ہے۔ کہ خدمت اسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ تو وہ جس قدر اس سے ہو سکتا ہے۔ اپنے پاس سے یا قرض لیکر مرکز میں بھیج دیتا ہے۔ لیکن چونکہ اپنے گھر کے اخراجات کو پہلے کے اندازہ کے مطابق ہی جاری رکھتا ہے۔ اس لئے ان ضروریات کو قرض لیکر پورا کرتا ہے۔ اور چونکہ اس کے بعد بھی اسکے اخراجات بدستور پہلے ہی پیمانہ پر رہتے ہیں۔ اس وجہ سے نہ صرف قرض ادا کرنے کا موقع نہیں پاتا۔ بلکہ روز بروز زیر بار ہوتا جاتا ہے۔ آخر اس کے لئے یہ پریشانی اور بے اطمینانی کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جس شخص کی ایسی حالت ہو۔ وہ دوسری دفعہ اس جوش سے چندہ نہیں دے سکتا۔ جس جوش سے اس نے پہلے دیا تھا۔ اس طرح ایسے لوگ جو بہت مخلص ہوتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت کریں۔ وہ بھی کمزور ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ دین کی خدمت کے لئے کوئی رقم دینے پر اگر زیادہ نہیں تو اسی قدر اپنے اخراجات میں کمی کر لیں۔ اور اس طرح تھوڑے عرصہ میں اس کمی کو پورا کر سکیں۔ تو آئندہ کے لئے اور زیادہ جوش کے ساتھ مالی قربانی کرنے کا موقعہ پا سکیں۔

اخراجات میں کمی کرنے کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ خود بھی سادگی اختیار کی جائے۔ اور اپنے بال بچوں کو بھی سادہ زندگی بسر کرنے کا عادی بنایا جائے۔ اگر ہم پھٹے پرانے کپڑے پہن کر اور معمولی کھانا کھا کر اس فرض کو ادا کر سکیں۔ جو اسلام کے متعلق ہم پر عائد ہوتا ہے۔ اور جس کی ذمہ داری ہم نے خود دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر کے لی ہوئی ہے۔ تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہم نے سب کچھ پا لیا۔ لیکن اگر ہم نے اطلس اور کمخواب بھی پہن لیا۔ اور خدمت اسلام سے محروم ہو گئے۔ تو دین و دنیا دونوں سے گئے پس ہمیں اپنے حقیقی اور منصبی فرض کی ادائگی کا خیال سب سے مقدم ہونا چاہیئے۔ اور اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے جس کا سب سے آسان اور سہل طریق یہی ہے۔ کہ اخراجات میں کمی اور کھانے اور پہننے میں سادگی اختیار کی جائے۔

ہماری جماعت کو اس امر کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک تازہ تقریر میں فرمایا ہے ہمارا کام لوگوں کو فتح کرنا ہے۔ اور قلوب جس آسانی کے ساتھ اپنے نفس کی قربانی کا نمونہ پیش کرنے سے ہو سکتے ہیں۔ زرق برق لباس پہننے سے نہیں ہو سکتے۔

پنجاب مسلم لیگ کی قراردادیں

معلوم ہوتا ہے پنجاب مسلم لیگ نے اپنے نئے کارکنوں کی راہنمائی میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت کا فرض ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ مخلوط انتخاب کے متعلق مسلمان لیڈروں کے پیش کردہ شرائط کے ساتھ ہندو مہاسبھا نے [illegible] اس سے متاثر ہو کر پنجاب مسلم لیگ کا [illegible] لاہور میں [illegible] منعقد ہوا [illegible] کی صدارت میں ایک جلسہ [illegible] صاحب نے یہ تجویز پیش [illegible] کے اجتماع میں ہندو [illegible]

رکھتے ہوئے نیک نیتی کے ساتھ جو تجاویز مرتب کی تھیں۔ ان کے ساتھ ہندو مہا سبھا اور ہندو اخبارات نے جس طرح غیر مستحسن سلوک کیا ہے۔ پنجاب مسلم لیگ اس پر رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے اور ان حالات میں اپنا یہ خیال ظاہر کرتے ہوئے مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتی ہے۔ کہ مجالس وضع قوانین میں فرقہ وار نیابت کے ذریعہ سے ان کے جائز حقوق کی حفاظت کا جو انتظام ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے وہ متحد ہو جائیں۔ لیگ کی رائے میں ہندو رہنماؤں نے جو روش اختیار کی ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ ہندو صرف انہی صوبوں میں آئینی ترقی کے خواہاں ہیں۔ جہاں ہندوؤں کو اکثریت حاصل ہے۔ جب تک یہ ذہنیت قائم ہے۔ لیگ کی رائے میں مسلم اقلیت کے لئے تجاویز مصالحت پیش کرنا بیکار ہوگا۔

یہ قرارداد اتفاق رائے سے پاس ہو گئی۔ دوسری تجویز مسٹر اقبال نے پیش کی۔ کہ پنجاب مسلم لیگ اپنے اس یقین کا اعادہ کرتی ہے کہ ملک کی موجودہ سیاسی حالت میں جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب ہی کے ذریعہ مرکزی مجلس وضع قوانین اور صوبوں کی مجالس قوانین باشندگان ہند کی حقیقی نمایندہ مجالس بن سکتی ہیں۔ حلقہ ہائے انتخاب کی علیحدگی سے ہی باشندوں کے جائز حقوق محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور لیگ کی یہ قطعی رائے ہے۔ کہ جب تک اقلیتوں کے حقوق کی مؤثر حفاظت کا انتظام نہ ہو مسلمان فرقہ وارانہ حلقہ ہائے انتخاب کو دستور ہند کے ایک اساسی جزو کی حیثیت سے قائم رکھنے پر لازماً مصر رہیں ہیں۔

یہ تجویز بھی اتفاق رائے سے منظور ہو گئی۔

تیسری قرارداد میاں عبد العزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے پیش کی۔ جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ اراکین ہندو مہا سبھا اور ہندو رہنما پروپیگنڈا کرنے کی غرض سے کہہ رہے ہیں۔ کہ گذشتہ چار پانچ سال کی مدت میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین جو مناقشات پیدا ہوئے ہیں۔ ان کی وجہ جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب ہے لیکن پنجاب مسلم لیگ اس پروپیگنڈا کی سختی سے تردید کرتی ہے۔ لیگ کا یہ موثق دعویٰ ہے۔ کہ یہ تمام افسوسناک مناقشات شدھی اور سنگھٹن کی ان تحریکات کا نتیجہ ہیں۔ جنہیں ہندوؤں نے اپنے سیاسی غلبہ کی غرض سے جاری کیا ہے۔ اور یہ مناقشات ان تقریروں سے پیدا ہوئے ہیں۔ جو شدھی اور سنگھٹن کی تحریکات کے رہنما وقتاً فوقتاً ملک کے طول و عرض میں مسلمانوں کے خلاف کرتے رہے۔ جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب ۱۹۰۹ء کے اختتام سے شروع [illegible] شدھی اور سنگھٹن کے شروع ہونے سے پہلے ہندوؤں [illegible]

[illegible] سے پاس ہو گئی۔

[illegible] نہایت اہم اور ضروری ہیں

جیم جاری کرے [illegible] ہوئے [illegible]

محکمہ جنگلات کی ملازمت

امتحان مقابلہ ۱۸ر جولائی ۱۹۲۷ء

اس جلسہ میں یہ بھی طے ہوا۔ کہ مسلمان لیڈر پنجاب کے مختلف شہروں کا دورہ کرکے عام مسلمانوں کو موجودہ حالت سے مطلع کریں۔ جناب سر میاں محمد شفیع صاحب صدر نے تنظیم ملی پر زور دیتے ہوئے شرکاء جلسہ سے درخواست کی۔ کہ جو آواز اس جلسہ سے اٹھی ہے اسے پنجاب کے ہر حصہ میں پہنچایا جائے۔

اگر اس پر عمل کیا گیا تو امید ہے کہ مسلمانان پنجاب میں کافی طور پر بیداری پیدا ہو جائیگی۔ اور وہ اپنے حقوق کی حفاظت سے غافل نہ رہینگے۔ مسلمان لیڈروں کو اپنی پاس کردہ تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ مسلمان ہندوؤں کے تباہ کن پروپیگنڈا کا شکار نہ ہو جائیں۔ اور اپنے حقوق اپنے ہاتھوں تباہ نہ کریں۔

پنڈت ستیہ دیو اور آریہ سماج

آریہ سماج کی اس سے بڑھکر ناکامی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ آج تک جتنے ایسے پڑھے لکھے لوگوں کو اس نے شدھ کیا جنہیں ان کی قابلیت کے لحاظ سے کچھ وقعت دی گئی۔ اور جن کے ارتداد پر فتح کے شادیانے بجائے گئے۔ ان میں سے اکثر جلد یا بدیر آریہ سماج کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اور نہ صرف آریہ سماج کو انہوں نے ترک کر دیا۔ بلکہ گھر کا بھیدی ہو جانے کی وجہ سے آریوں کے لئے ایک مصیبت بن گئے۔ حال میں ایک صاحب کافی عرصہ آریہ سماج کے "ستیہ دیو" رہنے کے بعد مع بیوی بچوں کے جو آریہ ہونے کے عرصہ میں ہی انہیں حاصل ہوئے۔ پھر "ناصر الدین" بن گئے ہیں۔ آریوں میں انہوں نے جو درجہ اور رتبہ حاصل کر لیا تھا۔ وہ اسی سے ظاہر ہے۔ کہ انہیں "پنڈت ستیہ دیو جی" کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اور اب تمام آریہ اخبارات ان کے مسلمان ہو جانے پر افسوس اور رنج کا اظہار کر رہے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اپنے دل کو تسلی دینے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ پنڈت ستیہ دیو پھر ان میں جا شامل ہونگے۔ چنانچہ "آریہ گزٹ" ۲۸ اپریل لکھتا ہے:۔

"آریہ سماج کے تو دروازے کھلے ہیں۔ کوئی آئے کوئی جائے یہ امرت کا سر چشمہ ہے۔ جس کے نصیب میں اسکے جتنے گھونٹ ہیں وہ اتنے ہی پی سکیگا۔ اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ جو ایک بار اس چشمہ کا امرت پی جائیگا۔ وہ لازمی طور پر گھوم گھام کر پھر آوارہ گردی کرکے آخر کار پھر اسی چشمہ پر پہنچے گا۔ اور ایسی ہی آشا ہمیں پنڈت ستیہ دیو کے متعلق ہے۔"

اگر آریہ سماج مہاشہ دھرم پال اور دوسرے ان لوگوں کو دوبارہ اپنے "چشمہ" پر لا سکتا۔ جو آریہ سماج میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد ایسے دل برداشتہ اور تلخ کام ہو کر نکلے۔ کہ پھر انہوں نے نہ صرف خود اسکی طرف منہ نہ کیا بلکہ جو اس جال میں کسی نہ کسی وجہ سے پھنسے ہوئے تھے انکو بھی رہائی دلانے کے لئے سرگرم ہو گئے۔ تو پنڈت ستیہ دیو جی کے متعلق بھی ایسی "آشا" کرنے کا کسی قدر حق ہو سکتا تھا۔ لیکن اب تو سوائے اسکے کچھ نہیں کہ دل کے بہلانے کو یہ خیال اچھا ہے۔

ہم شیخ ناصر الدین صاحب کو ان کے چاہ ضلالت اور قعر مذلت میں گر کر صحیح و سلامت نکل آنے پر مبارکباد کہتے ہوئے امید رکھتے ہیں کہ انہوں نے آریہ سماج میں سترہ سال رہکر تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کے خلاف جو ناکام کوشش کی۔ اس کے کفارہ میں اپنی ساری ہمت اور قابلیت صرف کر دینگے۔ اور اس طرح ان الحسنٰت یذھبن السیّات کے ارشاد خداوندی سے کہ یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ پورا پورا فائدہ اٹھائینگے۔

ہندو اخبارات کی مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزی

ہندو اخبارات جس شرمناک طریق سے ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے اور اشتعال دلانے کی ناپاک کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے۔ کہ دہلی کے قریب ایک گاؤں رٹھالہ میں ہندوؤں کے ایک مجمع نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کئی مسلمان زخمی ہوئے۔ ایک فوراً ہلاک ہو گیا۔ اور دوسرا زخمی ہو کر بعد میں فوت ہو گیا۔ اس واقعہ کو درج کرتے ہوئے اخبار "بندے ماترم" نے اس کا عنوان یہ دیا۔ کہ "دہلی کے قریب ایک گاؤں میں ہندوؤں کی تباہی" حالانکہ خود اخبار نے جن الفاظ میں خبر درج کی ہے۔ ان سے بھی قطعاً معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ہندوؤں پر تباہی کس طرح آگئی۔ کیونکہ خبر میں حملہ آور بھی ہندو ہی بتائے گئے ہیں۔ اور قتل بھی دو مسلمان ہی ہوئے ہیں۔

جس قوم کے اخبار مسلمانوں پر صریح ظلم اور زیادتی کی خبر سنگھٹن اور شدھی کی آگ بھڑکانے کے لئے اس قسم کے عنوان سے شائع کریں۔ اس سے مسلمانوں کو اپنی اور اپنے ستم رسیدہ اور مظلوم ہم مذہب انسانوں کی حفاظت کی جس قدر ضرورت ہے۔ ظاہر ہے۔

آریہ اخبارات کی غلط بیانی

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں "کابل کے احمدی" کے عنوان سے ایک جانباز احمدی کے بعض پرانے حالات شائع ہوئے تھے لیکن آریہ اخبارات اور خصوصاً "ملاپ" نے انکو ایسے رنگ میں شائع کیا ہے کہ گویا یہ کوئی تازہ واقعہ ہے۔ اور حیرت یہ ہے کہ "ملاپ" نے الفضل میں درج شدہ مضمون اپنے پرچہ میں نقل کرنے کے باوجود ایسی غلط بیانی کی جرأت کی ہے ہم عام اطلاع کے لئے اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کا کوئی

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اذان کے بعد کی دعا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محمود کا تعلق مسلمانوں سے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

فرمودہ ۲۹ راپریل ۱۹۲۷ء

اذان کے بعد کی دعا

مسلمان اذان کے بعد ہر روز ایک دعا پڑھتے ہیں۔ مگر تعجب کی بات ہے۔ کہ اس دعا پر انہوں نے کبھی اس طرح غور نہیں کیا۔ جس طرح انہیں کرنا چاہیے اگر انہوں نے غور کیا ہوتا تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ اس میں یہ سکھایا گیا ہے کہ اے خدا جس نے اس کامل دین کو دنیا میں قائم کیا ہے۔ جس میں کوئی نقص نہیں۔ اور وہ آواز بلند کی جس میں تمام روحانی بیماریوں کا علاج موجود ہے۔ ایسے طریقوں سے دنیا کو اپنی طرف بلایا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر کوئی کامل آواز ہو نہیں سکتی۔ پھر دنیا میں ایسی عبادت قائم کی ہے۔ جو ہمیشہ رائج رہیگی۔ اور اس کا نفع اور فوائد ایسے وسیع ہونگے کہ ان میں کبھی کمی نہیں ہوگی۔ حقیقی فوائد جو عبادت کے ہیں۔ وہ نماز سے ہی پہنچیں گے۔ اور وہ سچی راہنمائی جو انسانوں کے لئے مقصود ہے۔ صرف اسی آواز سے ہوتی رہے گی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلند کی۔ پس اے خدا جس نے یہ دونوں چیزیں قائم کی ہیں۔ یعنی ایک وہ دعوت جس کی وجہ سے لوگ ہمیشہ اسلام میں جمع ہوتے رہینگے اور ایک وہ روحانی روشنی کا مینار نماز جس سے لوگ تیری طرف راہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ ہم ان دو کا واسطہ دیکر کہتے ہیں جب یہ دونوں چیزیں تو نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ قائم کیں۔ تاکہ انسان کی کامل اصلاح ہو جائے۔ اور وہ تیرا قرب پا سکے۔ تو اے خدا جس طرح تیرے اس رسول نے ہمارے لئے تیرا قرب پانے کا رستہ کھول دیا ہے۔ تو بھی اسؐ کو اور زیادہ قرب عطا فرما۔ اور جس طرح اس نے مسلمانوں کو برتری کے مقام کی طرف بلایا۔ تو بھی اس کو اور برتری بخش۔ یعنی ایک تو اس کو اپنا ذاتی قرب عطا کر۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے لئے تیرے قرب کی راہیں کھولیں اور دوسرے اس کا مرتبہ بلند کر۔ کیونکہ ہمارے لیے اسؐ نے بلند مرتبہ پانے کا راستہ قائم کیا۔ پس تو اس کو وہ مقام دے۔ جس پر آج تک اور کوئی نہ پہنچا ہو۔ اور وہ مقام مقام محمود ہی ہے۔

دعائے اذان اور موجودہ مسلمان

یہ اس دعا کا مطلب ہے۔ جو ہر مسلمان اذان کے بعد پڑھا کرتا ہے۔ ادھر مسلمانوں کے شاعر فخریہ کہا کرتے ہیں ہم اس رسول کے ماننے والے ہیں۔ جسے خدا نے مقام محمود عطا کیا مسلمانوں کے خطیب ممبروں پر کھڑے ہو کر کہا کرتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مقام ملا۔ جو دوسرے انبیا کو نہیں ملا۔ لیکن عجیب بات ہے۔ باوجود اس کے کہ روزانہ کئی کئی مرتبہ اس دعا کو پڑھتے ہیں۔ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام محمود پانے کا ذکر ہے۔ لیکن انہوں نے کبھی نہیں سوچا۔ کہ مقام محمود ہے کیا۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ احمدی اذان کے بعد دعا نہیں مانگتے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ احمدی دعا مانگتے ہیں۔ اور احمدیوں سے بڑھ کر کوئی اور دعائیں مانگنے والا نہیں۔ ہاں وہ بناوٹ کے طور پر دعائیں نہیں کیا کرتے۔ کہ الفاظ تو رٹیں اور مطلب نہ سمجھیں۔ وہ دعا کرتے ہیں۔ اور مطلب و مفہوم سمجھ کر کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں۔ کہ احمدی اذان کے بعد دعا نہیں پڑھتے۔ انکی اپنی یہ حالت ہے۔ کہ وہ اس دعا کے مفہوم پر غور نہیں کرتے اور صرف رسم کے طور پر لفظوں کو طوطے کی طرح رٹتے ہیں۔

مقام محمود کیا ہے

اتنا تو سوچنا چاہیئے۔ آخر وجہ کیا ہے کہ اسلام اور نماز کا واسطہ دے کر یہ دعا مانگی جاتی ہے۔ اگر اس کا نماز کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں۔ تو ایسے موقع کے لئے اسے کیوں رکھا گیا۔ جبکہ نماز کیلئے لوگوں کو پکارا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ مقام محمود جنت کا کوئی مقام ہے جو اللھم رب ھٰذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ اٰت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محمودا ن الذی وعدتہ۔ انک لا تخلف المیعاد میں مانگا جاتا ہے تو یہ کہنا غلط ہے۔ کہ اے خدا تو وہ مقام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کر۔ کیونکہ اس کے لئے ہماری دعاؤں کی ضرورت نہیں وہ تو آپؐ کو پہلے ہی مل چکا ہے۔ پھر اب اس کے متعلق انسانی کوشش کا دخل ہی کیا رہ گیا۔ دنیا کے وعدے تو ٹل سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ انسان کی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے وہ ٹلا دیئے جائیں۔ لیکن جو بات پوری ہو چکی ہو وہ نہیں ٹل سکتی۔ پس جنت کا مقام محمود تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مل چکا۔ پھر اس کے متعلق یہ کہنا کہ اے خدا! تو آپ کو وہ مقام عطا کر بے فائدہ بات ہے۔ دیکھو ہم یہ کبھی نہیں دعا کرتے۔ کہ اے خدا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا کر۔ اسی طرح ہم یہ کبھی دعا نہیں کرتے۔ کہ تو دوسرے اعلےٰ اعلےٰ مقام آپ کو دے لیکن ہم مقام محمود کے لئے ہر روز دعا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود عطا کر۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے۔ تو اب کونسا خطرہ ہے۔ کہ شاید مقام محمود آپ کو نہ ملے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو مقام محمود جنت میں ملنے والا تھا مل گیا۔ جس طرح اور اعلےٰ اعلےٰ مقامات آپ کو مل گئے۔ اسی طرح مقام محمود بھی آپ کو مل گیا۔ پس اگر وہ مقام محمود جو اس دعا میں مانگا جاتا ہے۔ جنت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ تو اس کا تو تیرہ سو سال پہلے فیصلہ ہو چکا۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مل چکا ہے۔ پھر اب اس کے متعلق درخواست کرنے کا کیا مطلب۔

کونسے مقام محمود کیلئے دعا کی جاتی ہے

مگر حقیقت یہ ہے۔ مسلمان اس دعا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جو مقام محمود مانگتے ہیں۔ وہ مقام جنت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اس دنیا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور ایسے رنگ میں تعلق رکھتا ہے۔ کہ ہمارے اعمال کا بھی اس میں دخل ہے۔ ورنہ اگر دخل نہ ہوتا۔ تو ہمارے دعا مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس یہ جو خطرہ ہے۔ کہ شاید رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود نہ مل سکے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک مقام محمود وہ بھی ہے۔ جو امت محمدیہ کے اعمال کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملتا ہے۔ اور چونکہ یہ خطرہ اسی کے متعلق ہے۔ کہ شاید ہماری کمزوریوں کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے محروم رہ جائیں۔ اس لئے مسلمان اس مقام محمود کے لئے دعا مانگتے ہیں نہ اس کے لئے جو جنت سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ تو آپؐ کو پہلے ہی مل چکا ہے۔ یہ ہے اس دعا کی حکمت۔ جسے مسلمانوں نے اس وقت تک نہیں سمجھا۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ قیامت میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک مقام محمود مقرر ہے۔ لیکن اس کے لئے ہماری دعاؤں کی ضرورت نہیں۔ وہ تو آپ کو مل چکا ہاں جس کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ وہ ہمارے اعمال کے بدلے میں آپ کو ملتا ہے۔ جو مقام محمود جنت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جو آپؐ کو مل چکا ہے۔ اس کے لئے نہ کسی دعا کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی کی بددعا سے وہ اب آپؐ سے واپس لیا جا سکتا ہے۔ جس طرح کوثر آپؐ کو ملا۔ جس طرح دوسرے مقامات آپؐ کو ملے۔ اسی طرح وہ بھی آپ کو مل گیا۔ مگر وہ مقام محمود جس کے لئے دعا مانگی جاتی ہے۔ وہ اس دنیا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ پس ہمیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کونسے ذرائع ہیں۔ جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مقام محمود مل سکتا ہے۔

مقام محمود حاصل ہونیکے دو طریق

اگر مسلمان خدا تعالےٰ کی باتوں پر اندھے ہو کر نہ گذر جاتے [illegible] کی حقیقت کو سمجھتے۔ تو جان لیتے [illegible]
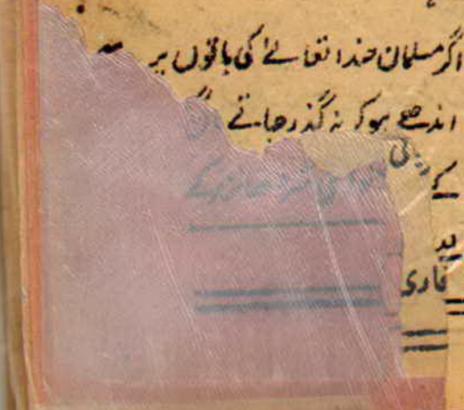
ذرائع مقام محمود پر پہنچنے کے لئے ہؤا کرتے ہیں۔ پہلا یہ کہ دشمن اس کے نیست ونابود ہو جائیں۔ اور یوں اس کی مذمت کرنیوالے ہی نہ رہیں۔ اور جب مذمت کرنے والے ہی نہ ہونگے۔ تو صرف تعریف کرنے والے رہ جائیں گے۔ اس طرح اسے مقام محمود حاصل ہو جائیگا دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ دشمن کے لئے گرفت کا کوئی موقعہ نہ رہے یعنی اس کی زندگی اس قسم کی ہو۔ کہ دشمن اس پر کوئی اعتراض نہ کرسکے یہ صورت اگر ہو۔ تو پھر بھی اس کی تعریف ہی ہوتی ہے۔ یہ دو طریق ایسے ہیں جن سے مقام محمود پر کوئی شخص کھڑا ہو سکتا ہے۔ ان دو کے سوا تیسرا اور کوئی طریق نہیں۔ جس سے کوئی شخص مقام محمود پر کھڑا ہوسکے اگر کسی کے دشمن نیست ونابود نہیں ہو گئے۔ اگر اس کے مخالف اس کے ہم خیال نہیں ہو گئے۔ تب بھی اس کی تعریف نہ ہو گی۔ اور وہ مقام محمود پر نہ ہوگا۔ اور اگر اس کا کام نامکمل ہے۔ تب بھی اس پر اعتراض ہوتے رہیں گے۔ اور لوگ گرفت کرتے رہیں گے۔ پس یہ دو باتیں ہیں۔ جن سے کسی شخص کی حمد میں فرق آتا ہے۔ کہ یا تو اس کے کام میں نقص ہو اور وہ غیر مکمل ہو۔ یا اس کے دشمن قائم رہیں۔ اب ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھکر دیکھو۔ کہ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے لحاظ سے مقام محمود پر پہنچ گئے۔ اور دعوت تامہ اور صلوٰۃ قائمہ جو اس مقام محمود کے پانے کے دو ذریعے ہیں۔ کیا مسلمانوں نے ان دونوں پر پورا پورا عمل کیا۔ اگر نہیں تو صاف ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مقام محمود حاصل ہونے میں تو ہمارے اعمال سے وابستہ ہے۔ مسلمانوں کی سستیاں درحقیقت روک بنی ہوئی ہیں۔ ایک شخص جب یہ دعا پڑھتا ہے۔ تو یہ کہتا ہے اے خدا تونے ایسی ندا کی ہے۔ جو تامہ ہے۔ جو لوگوں کو تیری طرف بلاتی ہے۔ یہ تبلیغ ہے۔ دوسری بات صلوٰۃ قائمہ ہے۔ جس سے اصلاح نفس مراد ہے۔ قائم اسے کہتے ہیں۔ جس کے نفع قائم رہیں۔ اور اس کی ضرورت سندی نہ ہو۔ کہتے ہیں بازار قائم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ خوب سودا بکتا ہے۔ اسی طرح صلوٰۃ قائمہ ہے اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہمیشہ اس کے فائدے قائم رہتے ہیں۔ ان دونوں باتوں کو دیکھ کر ہم دعا کرتے ہیں۔ اے خدا جس کے وجود کے ذریعہ ہمیں یہ فائدے نصیب ہوئے۔ اسے زیادہ قرب عطا کر۔ اور اس کو وہ مقام محمود دے۔ جو ہمارے اعمال کے ذریعہ ملتا ہے۔

تبلیغ اسلام اور اصلاح نفس

غرض اس دعا میں ایک طرف تو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور دوسری طرف اندرونی اصلاح کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اگر مسلمان اس کو سمجھ لیں۔ اور تبلیغ کے کام میں لگ جائیں۔ تو دنیا مسلمان ہوسکتی ہے۔ اس طرح جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ [illegible] رہے گا۔ تو آپ اس مقام محمود پر کھڑے [illegible] دعا سکھائی گئی ہے۔ یعنی آپ کو مقام محمود [illegible] ن کو توفیق دے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ذریعے اس مقام محمود پر کھڑے ہو جائیں یہ وہ کام ہے۔ جس میں اگر مسلمان غفلت کریں۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود حاصل نہیں ہوسکتا۔ باقی جو قیامت کے دن کا مقام محمود ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ تو آپؐ کو مل چکا ہے۔ جو آپ کو ملنے والا ہے اور جو اذان اور نماز کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وہ ساری دنیا کو تبلیغ کرکے آپ کے ثناخوانوں میں داخل کرنا اور اپنی اصلاح کرنا ہے۔ اذان تبلیغ کی قائم مقام ہے۔ اور نماز اصلاح کی قائم مقام۔ پس مسلمانوں کا یہ فرض ہے۔ ایک طرف تبلیغ کریں۔ اور دوسری طرف اصلاح نفس۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام محمود پر پہنچ سکتے ہیں۔ جو ہمارے اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ تبلیغ ہو۔ اور اس حد تک ہو۔ کہ دنیا کے سب لوگ آپؐ کی تعریف کرنے والے ہو جائیں اور کوئی بھی برائی اور مذمت کرنے والا باقی نہ رہے۔ پھر اصلاح نفس ہو۔ اور اس درجہ تک ہو۔ کہ دشمن اور سخت سے سخت مخالف بھی اگر ایک مسلمان کو دیکھیں۔ تو اس کی تہذیب۔ اس کی شائستگی۔ اس کے تقویٰ اس کی طہارت اور اس کے تزکیہ کو دیکھ کر کہہ اٹھیں واہ وا! کیا ہی اچھا اور اعلےٰ نمونہ ہے۔ اور مبارک ہے وہ استاد جس نے ان کو ایسا بنایا۔

تبلیغ نہ کرنے کے نقصان

لیکن اگر تبلیغ نہ کی جائے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنے والوں کا دائرہ بہت محدود ہو جائے گا۔ اور مذمت کرنے والوں کا دائرہ بہت بڑھ جائیگا۔ اور جو تعریف کرنیوالے ہونگے۔ ان میں سے بھی بہت مذمت کرنے والوں کی طاقت سے ڈرکر تعریف نہ کریں گے۔ اس طرح آپ کی مذمت کرنے والے تو بڑھتے رہیں گے۔ اور تعریف کرنے والے کم ہوتے جائیں گے۔ اور جب تعریف کرنے والوں کی کمی ہو اور مذمت کرنے والوں کی کثرت تو کس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہا جاسکتا ہے۔ کہ دنیا کے لحاظ سے آپ کو مقام محمود حاصل ہو گیا۔

وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کہنے کا کون حقدار ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود تک پہنچانے کے دو ہی ذریعے ہیں۔ اور وہ یہ کہ دوسروں میں تبلیغ اور اپنی اصلاح نفس۔ جو شخص تبلیغ کو کمال درجے تک پہنچاتا ہے۔ اور نفس کی اصلاح رات دن کرتا رہتا ہے۔ وہ تو حقدار ہے۔ کہ کہے اے خدا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود پر کھڑا کر۔ لیکن جو شخص نہ تبلیغ کرتا ہے۔ اور نہ اپنے نفس کی اصلاح۔ اسکا حق نہیں۔ کہ کہے وابعثہ مقاماً محموداً۔ کیا اس کی دعا اس کے منہ پر نہ ماری جائیگی۔ کہ کیا شری گل چیز لایا ہے۔ دنیا میں ایسے بیشمار لوگ ہیں۔ جو رسول کریم کو گالیاں دیتے ہیں۔ تو ان میں تبلیغ نہیں کرتا ان کو اسلام میں نہیں لاتا۔ اور نہ اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود عطا کر۔ یہ تو تمہارا کام ہے۔ کہ تم رسول کو اس مقام پر کھڑا کرو۔ پس یہ ایک ایسی اعلےٰ درجہ کی دعا تھی۔ جس میں مسلمانوں کو انکی زندگی کا سارا کام بتا دیا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ مسلمان دن میں کئی بار پڑھنے کے باوجود اس کی حقیقت سے غافل ہیں۔

دعوت تامہ

اسلام کے ابتدائی ایام میں اس کی طرف توجہ ہوئی لیکن بعد میں سینکڑوں سال سے غفلت ہو رہی ہے۔ اب احمدی جماعت نے پھر اس زمانہ میں اس کی طرف توجہ کی ہے۔ مگر یہ سارے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس وقت وہ اس دعوۃ تامہ میں لگ جائیں۔ مسلمان کہتے ہیں اسلام وہ تلوار ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ پھر کیا مسلمانوں کا یہ کام نہیں۔ کہ وہ اس تلوار کو لے کر گھروں سے نکلیں لیکن مسلمان اس طرف سے غافل ہیں۔ کیا ایک شخص جو جانتا ہے۔ کہ میرے ہتھیار تیز ہیں اور میری تلوار کا کاٹا بچتا نہیں۔ وہ دشمن کے حملہ کرنے کے موقعہ پر گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔ اگر واقعہ میں مسلمانوں کو یقین ہوتا۔ کہ یہ وہ تلوار ہے۔ جس کا کاٹا بچتا نہیں۔ تو وہ ضرور اسے استعمال کرتے۔ وہ موہنوں سے ہزار دفعہ اٰتِ محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ کہیں۔ وہ کہتے رہیں کہ اے خدا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت دے۔ مگر اس کا کیا فائدہ۔ جب تک وہ ایسے کام نہیں کرتے۔ جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مقام محمود مل سکتا ہے۔ سوچو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مقام کیونکر ملے۔ جس کا تعلق ہم سے ہے۔ جب کہ ہماری طرف سے اس کے لئے کوشش نہیں ہوتی۔ ایک جرنیل ایسے وقت میں جب لڑائی ہو رہی ہو اپنے گھر کے دروازے بند کرلے۔ زرہ اتار دے۔ ہتھیار الگ کر دے۔ چارپائی پر لیٹ جائے۔ لحاف اوڑھ لے۔ اور منہ سے کہے۔ ہمارے بادشاہ کا ملک وسیع ہو جائے۔ اسے فتح حاصل ہو۔ تو کون اسے عقلمند اور بادشاہ کا خیر خواہ کہے گا۔ جب جنگ شروع ہے تو اس کا فرض ہے۔ کہ ہتھیار لگا کر باہر آئے اور لڑے۔ پھر یہ کہے تو بادشاہ کا خیر خواہ کہلائے گا۔ ورنہ اگر گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔ تو وہ انعام کا مستحق نہیں۔ سزا کا مستحق ہے۔ اور اس لائق ہے۔ کہ سر بازار اس کے جوتے لگائے جائیں۔ کیونکہ وہ جنگ کے وقت لحاف اوڑھ لیتا اور صرف منہ سے کہتا ہے۔ ہمارے بادشاہ کا ملک وسیع ہو۔ صرف منہ سے کہنے سے بادشاہ کا ملک وسیع نہیں ہوگا۔ بلکہ جنگ کرنے سے ہوگا۔ اگر وہ سچا ہے تو اسے چاہیئے۔ کہ تلوار لے کر باہر نکل آتا۔ اور دشمن سے لڑتا۔ لیکن بغیر لڑنے کے جو ایسا کہتا ہے۔ جھوٹ کہتا اور سزا کے لائق ہے۔

وسیلہ اور فضیلت کیا ہے

وسیلہ اور فضیلت یہ ہے۔ کہ تبلیغ اور اصلاح کے

ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مقام محمود حاصل ہو۔ جو پہلے نبیوں کو نہیں ملا۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ مثلاً اگر حضرت موسیٰؑ دس آدمیوں کے متعلق کہیں۔ کہ ان کو میرے ذریعہ ہدایت ہوئی۔ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی ہزار کو پیش کر دیں۔ کہ ان کو میرے ذریعے ہدایت ہوئی ہے۔ حضرت موسیٰؑ اگر ایک کروڑ کو لائیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دس کروڑ کو لا کھڑا کریں۔ کہ ان کو میرے ذریعے ہدایت ہوئی ہے۔ اور میرے ذریعے انہوں نے اصلاح پائی ہے۔ کیا یہ فضیلت ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں یہ تبلیغ اور نفس کی اصلاح سے ہی حاصل ہو گی۔ دیکھو ایک شخص زمین میں دانہ ڈالتا نہیں۔ اور غلہ کے لئے دعا کرتا ہے۔ تو صرف دعا سے اس کا غلہ کیسے بڑھے گا۔ مسلمان بھی جب تک کام نہ کریں اور جب تک تبلیغ نہ کریں کیسے بڑھ سکتے ہیں۔ مسلمانوں نے اگر پہلے نہیں سمجھا۔ تو اب اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ ان کا فرض ہے کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں۔ اور دنیا کا کوئی کونہ نہ رہ جائے۔ جس میں پہنچکر وہ تبلیغ اسلام نہ کر رہے ہوں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری دنیا کی اصلاح کی تعلیم لائے تھے۔ اور یقیناً لائے تھے۔ تو مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس رنگ میں اپنی اصلاح کریں کہ دنیا کے لوگ دیکھا رکھیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے انسان تھے۔ جنہوں نے اس قسم کے لوگ پیدا کر دیئے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مسلمان نہ اپنی اصلاح کرتے ہیں اور نہ تبلیغ۔

اسلام پر نازک وقت اور مسلمانوں کا فرض

یہ زمانہ اسلام پر بہت نازک زمانہ ہے ہمیں خصوصیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملے ہو رہے ہیں۔ جس طرح بھی ممکن ہو دشمن آپؐ کی ہر بات پر اعتراض کر کے اسے بری شکل میں پیش کر رہے ہیں۔ رنگیلا رسول کے مصنف کو اگر ۱۸ ماہ کی قید ہو گئی تو کیا۔ اور اگر دس سال کی قید ہو جائے تو کیا۔ کیا اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود پر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ تو ایک سرکاری جج نے فیصلہ کیا ہے کہ رنگیلا رسول کے مصنف کو سزا دیکر ظاہر کیا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان باتوں کے مستحق نہیں۔ جو آپؐ کے متعلق کہی گئیں۔ مگر یاد رکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انگریزوں کی یا کسی اور کی دی ہوئی تعریف کے ذریعہ مقام محمود نہیں پا سکتے۔ سینکڑوں ہزاروں گالیاں دینے اور مذمت کرنے والوں میں سے اگر ایک شخص کو سزا مل گئی۔ تو کیا ہوا۔ اس طرح نہ وہ گالیاں دینا چھوڑیگا اور نہ ہی ایسے لوگ پیدا ہونے میں کمی ہو گی۔ اس کا تو ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ اگر مسلمان اپنے طریق سے یہ بات ثابت کر دیتے۔ اپنے چال چلن سے یہ بات ثابت کر دیتے۔ اپنے تقویٰ اور دینداری سے یہ بات ثابت کر دیتے۔ کہ وہ متقی اور پرہیزگار ہیں دیانتدار ہیں۔ محنتی ہیں۔ کوشش کرنے والے ہیں۔ اور علوم و فنون میں ترقی کرنے والے ہیں۔ تو لوگ خود ہی تعریف کرتے اور خود ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیاں بیان کرتے۔ پھر اگر ہزار رنگیلا رسول بھی نکلتے۔ تو ان کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ یا اگر مسلمان تبلیغ کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور ان لوگوں میں سے جو اعتراض کرتے ہیں لاکھوں کو مسلمان بنا لیتے۔ تو مذمت کرنے والے کم اور مدح کرنے والے زیادہ ہو جاتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد بھی شروع ہو جاتی۔

آنحضرت صلعم کی ذم اور مدح مسلمانوں کے اختیار میں ہے

میں اس موقعہ پر خصوصیت سے اپنی جماعت کے لوگوں سے کہتا ہوں۔ کہ وہ کھڑے ہو جائیں۔ ایک مکمل ندا اور ایک کامل عبادت ان کو دی گئی ہے۔ جس کے نتائج یقینی ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ ان سے اگر فائدہ اٹھایا جائے گا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذمت کرنے والوں کی تعداد کم ہو جائیگی اور مدح کرنے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہی وہ طریق ہے جس سے تم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود پر کھڑا کر سکتے ہو۔ اور یہ تمہارے اختیار میں ہے۔ چاہو تو آپؐ کو اس منبر پر کھڑا کر دو۔ جس پر آپؐ کی تعریف ہو۔ اور چاہو تو اس جگہ پر آپؐ کو لے آؤ۔ جہاں آپ کی مذمت ہو۔ لیکن اس صورت میں تمہارا یہ دعا مانگنا کہ اے خدا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود پر کھڑا کر۔ تمسخر ہو گا۔ ہتک ہو گی۔ اور بے عزتی ہو گی۔

دعا کا مطلب

میں اپنی جماعت کے سوا باقی مسلمانوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اگر وہ پہلے نہیں سمجھے۔ تو آج میرے ذریعے اس دعا کو سمجھ لیں۔ اور اس شخص کے ذریعے اس دعا کو سمجھ لیں جسے خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس کا مطلب سمجھایا اور جس کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ اس میں ان کی کوئی ہتک نہیں۔ اگر وہ میرے ذریعہ اس دعا کو سمجھ لیں گے۔ تو پھر بھی وہ معزز کے معزز ہی رہیں گے۔ لیکن دشمنوں کی یہ بدسلوکی دیکھ کر بھی وہ اگر اب اس طرف توجہ نہ کریں تو دوہرے مجرم ہونگے ایک پہلے کام نہ کرنے کے اور دوسرے اس وقت غفلت کرنے کے اور اس دعا کو نہ سمجھنے کے۔ پس میں پھر ان سے کہتا ہوں۔ کہ اگر اسلام کا درد ان کے اندر ہے۔ تو وہ اس دعا کے مطلب کو مجھ سے سمجھ لیں۔ اور پھر اس پر عمل کریں۔

دعا

میں خدا تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمیں اسباب کی توفیق دے۔ کہ ہم اس کے دین کے لئے کوشش کرنیوالے ہوں۔ تقویٰ کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اور ان برکتوں کو جو اسلام لایا دنیا میں پھیلا دیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچا دیں۔ کیونکہ اس طرح آپ کی مذمت کرنے والے کم ہو جائیں گے۔ اور دین کو پھیلانے والے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرنے والے زیادہ ہونگے۔ اللھم آمین یا رب العالمین۔

چوہدری ظہور حسین صاحب بی۔ اے کا جنازہ

خطبہ ثانی میں فرمایا:۔ میں دوستوں کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ آج جمعہ کی نماز کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ میں ایک مخلص نوجوان کا جنازہ پڑھاؤنگا چوہدری ظہور حسین صاحب بی۔ اے جو شملہ میں ملازم تھے۔ اور یہاں سے قریب اسی ضلع کے ایک گاؤں چوہدری والہ کے رہنے والے تھے۔ پچھلے دنوں اپنے گاؤں میں فوت ہو گئے ہیں۔ ان کا جنازہ پڑھنے والے ان کے بھائی اور ایک آدھ اور احمدی تھے علاوہ ازیں وہ اپنی عمر کے لحاظ سے اعلےٰ درجہ کے مخلص اور ایک امید افزا وجود تھے۔ نوجوانوں میں بعض خصوصیتیں ہوتی ہیں۔ اور ہماری جماعت کے نوجوان دوسرے نوجوانوں سے اچھے ہوتے ہیں۔ ان میں سے جو کمزور اور کمتر درجے کے نوجوان ہیں۔ وہ بھی دوسرے نوجوانوں سے اچھے ہوتے ہیں۔ لیکن چوہدری ظہور حسین صاحب ہماری جماعت کے اچھوں میں بھی فضیلت رکھتے تھے۔ گورنمنٹ آف انڈیا میں اچھے عہدہ پر ملازم تھے۔ اور ایک ایسے مقام پر رہتے ہوئے جہاں ہر قسم کے آرام اور دنیاوی عزت کے سامان تھے۔ وہ اس طرح کی زندگی بسر کرنے سے بیزار تھے۔ متواتر دو تین سال سے وہ مجھے خط لکھ رہے تھے۔ کہ اگر اجازت دیں۔ تو میں ملازمت چھوڑ کر اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے میں مصروف ہو جاؤں۔ مگر میں نے ان کو اجازت نہ دی۔ کہ شاید وہاں ان کے ذریعے زیادہ فائدہ ہو۔ اس طرح گویا ان کی نوکری بھی میرے ہی حکم سے تھی۔ کیونکہ میرے حکم سے وہاں ٹھیرے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں ان میں سلسلے کے لئے غیرت تھی۔ اور ایسے لوگ جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ خواہ کچھ ہو جائے ان کے ایمان میں تزلزل نہیں آسکتا۔ ان میں سے تھے۔ اللہ تعالےٰ کی کوئی حکمت ہو گی۔ کہ ان کو اٹھا لیا۔ میں ان کا آج جنازہ پڑھاؤنگا ان کے والد جماعت میں داخل نہیں۔ جن کے احمدی ہونے کے متعلق ان کے دل میں بڑی تڑپ تھی۔ دوست دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو سلسلہ میں داخل کرے۔ ان کا ایک بچہ اور دو لڑکیاں ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔

انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص چاہتا ہے۔ کہ اس کے رزق [illegible] اور اس کے مرنے کے بعد اس کا ذکر خیر باقی [illegible] کہ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرے۔

(بخاری)

ہمارا ایک اہم فرض

عزیز مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الرشید حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ پہلا مضمون ہے۔ جو ایڈیٹر الفضل کی تحریک پر انھوں نے لکھا۔ احباب کرام گلشن احمد کے اس تازہ پھول کی خوشبو سے اپنے دماغ معطر کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کے حضور دعا کریں۔ کہ وہ اپنے فضل و کرم سے صاحبزادہ صاحب موصوف کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور جماعت کے لئے آپ کے وجود کو نعمت غیر مترقبہ ثابت کرے۔

جبکہ دنیا کفر و ضلالت کے سمندر میں گھری ہوئی تھی۔ گمراہی کا طوفان ہر سو پھیل رہا تھا۔ بے دینی کا بادل مشرق و مغرب میں چھایا ہوا تھا۔ اور ہر جہت میں لامذہبی کی ہوائیں چل رہی تھیں ہاں جبکہ نہ صرف یہ کہ مسلمان مسخر اسلام کو بھلا چکے تھے۔ بلکہ دیگر مذاہب بھی شمشیر برہنہ لئے اسلام کو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ اور ان کی ہر سعی اس بات میں تھی۔ کہ کسی نہ کسی طرح بستان محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہر ایک درخت کو جڑ سے اکھیڑ کر اس خوبصورت بستان کو اجاڑ دیں۔ اور کسی نہ کسی طرح آب حیات کے اس چشمہ کو جسے خدا تعالیٰ کے پاک اور مقدس رسول نے جاری کیا تھا خشک کر کے اسلام کے نام تک کو دنیا سے مفقود کر دیں ہاں! اس وقت جبکہ توحید کا نام تک دنیا سے مٹ چکا تھا اور اس کی جگہ شرک نے لے لی تھی۔ باد خزاں نے چمن اسلام پر ایک وحشت ناک اثر کیا تھا۔ اور دنیا کی نظروں میں قریب تھا کہ نخل اسلام ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے معدوم ہو جائے۔ جبکہ شیطان نے اپنی پوری طاقت کو جمع کر کے اور پورے اسباب کو مہیا کرتے ہوئے اسلام سے آخری جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس وقت خدائے رحیم و کریم کے رحم نے جوش مارا۔ اور اس نے اپنے بندوں پر نظر لطف فرماتے ہوئے ایک عظیم الشان رسول کو مبعوث فرمایا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مظہر اتم اور جمیع انبیاء گذشتہ کے جملہ کمالات اور خوبیوں کو اپنے اندر جمع رکھتا تھا۔

وہ نبی دنیا میں آیا۔ اور ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا کرنے کے لئے آیا۔ وہ دلوں میں نور بھرنے اور توحید کو قائم کرنے [illegible] سلمان ہو گئی ہے۔ ا[illegible] پنے ساتھ سچائی کا ایک سورج لایا۔ اور اپنے [illegible] ں پر اپنا روحانی اثر ڈالنا شروع کیا۔ اس [illegible] چشمہ کو جو خشک ہوتا نظر آتا تھا۔ پھر سے [illegible] ی کیا۔ اس نے نہ صرف چمن اسلام کے مرجھائے ہوئے پودوں کو دوبارہ سرسبز کر دیا۔ بلکہ نئے بیج بوئے۔ اس نے شیطان سے آخری جنگ کرنے کے لئے لوگوں کو تیار کرنا شروع کیا۔ اور جب چند ایک نفوس اس کے نور سے منور ہو گئے۔ جب چمن اسلام میں نوزاد پودے لہلانے لگے۔ جب ایک چھوٹی سی جماعت شیطان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئی تو جیسا کہ نبیوں کی سنت ہے۔ اس کا کام بھی ختم ہو چکا اور وہ اس دار فانی سے جدا ہو کر اپنے محبوب حقیقی کی گود میں چلا گیا۔ ہاں بے شک وہ اس دار فانی سے جدا ہوا۔ مگر کیا اس نے اپنے کام کو ادھورا چھوڑ دیا؟ کیا قبل اس کے کہ فتح مندی کا سہرا اس کے سر پر لہراتا۔ وہ اس جہان سے گذر گیا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اس نے اپنے چشمہ کا ساقی اور چمن کا مالی اپنے حلقہ بگوشوں کو مقرر کیا۔ اور وہ شیطان سے جنگ کرنے کا بوجھ ہمارے کندھوں پر رکھ گیا اور اس طرح ہمارا اہم فرض تبلیغ ہوئی۔ اور گو کہ اس کا جسم ہم سے جدا ہے۔ مگر اس کی روح ہم میں کام کر رہی ہے۔ اور ہمارا کام اس کا کام ہے۔ اور آخر فتح کا سہرا اسی کے سر پر ہے

اب جبکہ ہمارا اہم فرض تبلیغ ہے۔ تو میں اس کے متعلق چند ایک ضروری باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں:۔

اوّل:۔ یہ کہ صرف دلائل سے کوئی نہیں مانا کرتا۔ اور کسی چیز کو صرف دلیلوں کے زور سے منوانے کی کوشش کرنا قلوب کو مسخر نہیں کر سکتا۔ جب تک ہم اسلامی احکام پر چلکر اور اس کی نواہی سے بچ کر اپنے آپ کو نمونہ نہ بنائیں۔ اس وقت تک دلائل بالکل بے اثر اور سمجھانا بالکل فضول ہوگا۔ جس وقت تک کہ ہمارے چہروں پر نور نہ چمکتا ہو۔ اور ہمارے اخلاق اعلیٰ اور اسلام کے مطابق نہ ہوں۔ اس وقت تک دلائل کارآمد نہیں ہو سکتے۔ اگر ہمارے اندر اخلاق فاضلہ نہ ہوں۔ اور روحانیت نہ پائی جائے تو کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ تم نے اسلام کو قبول کر کے وہ کونسی بات حاصل کی۔ جو مجھ میں نہیں ہے۔ اور وہ کونسی شے ہے جسے تم نے اسلام سے حاصل کیا ہے؟ اور میرا مذہب مجھے وہ شے نہیں دے سکتا۔ آخر اسلام میں کوئی فضیلت پائی جاتی ہو۔ تو میں اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کروں۔ پس سب سے پہلی بات جو ایک مبلغ یا یوں کہو۔ کہ ایک احمدی کے اندر ہونی ضروری ہے۔ وہ اخلاق فاضلہ اور روحانیت ہے۔ تا وہ اشاعت اسلام کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو سکے۔

دوم:۔ یہ کہ صرف اخلاق فاضلہ سے بھی کوئی نہیں مانا کرتا۔ بلکہ اخلاق فاضلہ کے ساتھ دلائل و براہین کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دیگر مذاہب کے قبول کرنیوالوں میں بھی ایک حد تک اخلاق پائے جاتے ہیں۔ اگر صرف اخلاق ہی کسی مذہب کی سچائی پر دال ہوں۔ تو حق و باطل میں فرق کرنا مشکل ہو جائے۔ کیونکہ اخلاق کی باریکیوں کو سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں پس دلائل کا وجود بھی ضروری ہے۔ لیکن کوئی بات اثر نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ دل سے نہ نکلی ہو۔ اور محبت سے بھرپور نہ ہو جو کلمہ دل سے نکلے۔ وہ دل پر ہی بیٹھتا اور اثر کرتا ہے۔ اور جو صرف زبان سے کہا جائے۔ وہ ایک کان میں پڑتا اور دوسرے کان سے بغیر اثر کئے نکل جاتا ہے۔ محبت ہی سے دلوں کے قلعے فتح کئے جا سکتے ہیں۔ پس دوسری بات جو ایک احمدی کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ تبلیغ کرتے وقت اس کا لفظ لفظ درد میں ڈوبا ہوا اور محبت سے معمور ہونا چاہیئے۔ تا اس کی دلیل کارگر ہو۔ اور اس کی محنت رائگان نہ جائے۔ سچائی اپنا اثر پیدا کرے۔ مخاطب ہلاکت سے بچ جائے۔ اور وہ بھی اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے۔ اور خدا کے فضلوں کا وارث بنے۔

سوم:۔ یہ کہ ہر احمدی کو دیوانہ وار تبلیغ کرنی چاہیئے یہ دیوانگی ہی ہے۔ جس سے انسان کامیاب ہو سکتا ہے۔ تم تبلیغ کرتے ہی چلے جاؤ۔ خواہ دوسرا مانے یا نہ مانے۔ تم کہتے ہی چلے جاؤ۔ خواہ دوسرا انکار ہی کرتا رہے۔ خواہ مخاطب کا دل پتھر جتنا ہی سخت کیوں نہ ہو؟ خواہ تمہارے محبت بھرے دلائل پانی کی مانند ہی نرم کیوں نہ ہو۔ مگر آخر پانی بھی تو ایک پتھر پر بار بار گرتے رہنے سے اسے گھسا دیتا ہے۔ پھر کیا تمہاری بار بار کی تبلیغ اس کے دل پر اثر نہ کریگی۔ یقیناً اثر کریگی۔ اور ایک دن وہی دل جو پتھر کی طرح تھا۔ تمہارے آگے موم کی مانند نرم ہو جائیگا۔ اور وہ سرکش روح جو کسی طرح بھی قابو نہ آتی تھی تمہاری محبت بھری تبلیغ کے سامنے اطاعت کی گردن جھکا دیگی۔

دیکھو! خدا تعالےٰ کے رسولوں میں بھی اس قسم کی دیوانگی پائی جاتی تھی۔ اور اسی وجہ سے کافران کا نام مجنون رکھتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ (نعوذ باللہ) یہ مجنون و دیوانہ ہیں۔ اپنی دھن میں ہی ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ اور ہر وقت اپنا راگ گاتے رہتے ہیں۔ لوگوں کی مار۔ لوگوں کا گالی دینا ان کو اپنے کام سے روکتا نہیں۔ وہ اپنے ہی کام میں ہر وقت مست رہتے ہیں۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ میں محو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فداہ نفسی کے حالات زندگی پر نظر ڈالو۔ ایک واحد تن تنہا شخص اٹھا جو اپنی قوم کے مذہب کے خلاف مذہب رکھتا تھا۔ اور ایک معمولی اختلاف نہیں۔ بلکہ بعد المشرقین کا اختلاف اندرون رات جیسا فرق اس کے اور اس کی قوم کے مذہب میں تھا۔ وہ ایک تھا۔ تمام قوم اس کے مخالف تھی۔ وہ کمزور تھا۔ قوم مضبوط تھی مگر باوجود اس کے پھر بھی وہ کامیاب و کامران ہوا۔ وہ جو بالکل تن تنہا تھا۔ چند دن کے بعد ایک عظیم الشان جماعت کا آقا و سردار نظر آیا۔ وہ کیا شے تھی۔ جس نے یہ تغیر پیدا کیا؟ وہ یہی خدا کے عشق کی مخموریت اور اس کے نام کا جنون تھا۔

پس اس دیوانگی سے ہی ہم بھی اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر سکتے اور تبلیغ کے فرض کو پوری طرح ادا کر سکتے ہیں۔

دنیا میں بیداری کی ایک رَو پھیل رہی ہے۔ دنیا کا ہر مذہب دنیا کی ہر قوم خواہ وہ عیسائی ہو۔ کہ ہندو۔ مسلم ہو کہ سکھ۔ حتیٰ کہ چوہڑے بھی بیداری کی طرف آ رہے ہیں۔ دنیا کا ہر فرد بشر حق کا متلاشی اور سچائی کا خواہاں نظر آتا ہے۔ انسانوں کے قلوب کو خدا تعالیٰ کے فرشتے ہلا رہے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ کسی سچے مذہب میں داخل ہو کر خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کریں۔

پس اُٹھو! اُٹھو!! اور اس زریں موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ کمریں کس لو۔ اور مالی وجانی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ جبکہ ایک دنیاوی حُسن کا عاشق اپنے مال پر لات مارتے ہوئے جنگلوں اور بیابانوں۔ پہاڑوں اور میدانوں میں پھر سکتا ہے۔ جان جوکھوں میں ڈالتا اور کسی خطرہ سے خوف نہیں کھاتا۔ تو پھر کیا ہم خدا تعالیٰ کی توحید قائم کرنے۔ اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی جانیں اور اپنے مال قربان نہیں کر سکتے۔ کیا ہماری غیرتیں اس قدر مردہ ہو چکی ہیں۔ کہ اسلام کو بے انتہا مصیبتوں سے گھرا ہوا دیکھتے ہوئے بھی ہم خدمت اسلام کے لئے مالی قربانی کر کے فقیرانہ زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ ہماری غیرتیں زندہ ہیں۔ اور ہمیں اپنے ایک ایک پیسہ کو خدمت اسلام میں خرچ کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔

بادلوں کی طرح ہم دنیا پر چھا جائیں۔ ہوا کی طرح اس کرۂ ارض کو گھیر لیں۔ بجلی کی مانند ایک آن کی آن میں ہر جگہ پہنچ جائیں احمدیت پھیلے۔ اور اسلام کا بول بالا ہو۔ آمین

خاکسار مرزا ناصر احمد

فرقت محبوب

اب بھی آسمان پر چاند تارے بدستور درخشاں ہیں۔ ان میں ہی کیفیت موجود ہے۔ جو میرے محبوب نے اس شعر میں بیان کی ہے ؎

"چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا ٭ کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا"

لیکن میں چاند ستاروں کے اس درخشاں اور دلکش منظر کو جب دیکھتا ہوں۔ میرا قلب فرقت کی سوزش سے جلنے لگتا ہے۔ بہار اب آتی ہے اور اس کی مسیحا نفسی چمن کے پودوں میں ایک نئی روح پھونک دیتی ہے۔ غنچے مسکراتے ہیں۔ عنادل کی خوش الحانیاں اور نغموں کی صدا میرے کانوں تک پہنچتی ہے اگرچہ ان میں ایک حرماں نصیب کے خوش کرنے کے لئے کافی جاذبیت موجود ہے۔ مگر میرا قلب مضطر ان اثرات کو قبول نہیں کرتا بلکہ اے میرے پیارے احمدؑ! تیری یاد میں ان پُرنم آنکھوں سے ایک سیلاب اشک رواں ہو گیا ہے۔ تیری محبت کا نقش اب انمٹ ہو گیا ہے۔ ؎

"آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئی سو سو حجاب ٭ ورنہ تھا قبلہ ترا رخ کافر و دیندار کا"

بہائی ازم

(بیمونی کمیٹڈ)

اس وقت اسلام کے خلاف جن فتنوں نے سر نکالا ہے ان میں سے ایک بہائیت کا فتنہ بھی ہے۔ بہائی اسلامی شریعت کو جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے نازل کیا۔ اور جس کا ایک شعشہ بھی قیامت تک بدل نہیں سکتا ایسے منسوخ اور ناقابل عمل قرار دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق شکوک اور شبہات پیدا کرنے اور بہائیت کو بناوٹی شکل میں پیش کر کے اس کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ ان کے اخبار کی دسیسہ اندازیوں کے ازالہ کی طرف کبھی کبھی توجہ کی جائے۔ تاکہ مسلمان دشمنان اسلام کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو کر انہیں ایسا ہی اسلام کے مخالف سمجھیں۔ جیسا کہ آریوں وغیرہ کو سمجھا جاتا ہے بلکہ ان سے بھی بڑھ کر۔ کیونکہ بہائی تقیہ کے پردہ میں اسلام کی جڑھیں کاٹنے کی ناکام کوشش کرنیوالے ہیں۔

(۱)

بہائی دُعاؤں کی حقیقت

بہائی اخبار کوکب کے پہلے صفحہ پر کچھ دنوں سے مختلف عنوانوں سے بعض دعائیں لکھی جاتی ہیں۔ مگر ان کے متعلق یہ نہیں بتایا جاتا۔ کہ کس کتاب میں یہ دعائیں لکھی ہیں۔ اور نہ یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ ان دعاؤں کا بنانیوالا کون ہے۔ ادعیہ محبوب۔ بہاء اللہ صاحب کی کوئی اپنی کتاب نہیں ہے۔ اور نہ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ یہ دعائیں بہاء اللہ صاحب کی فلاں فلاں کتاب میں درج ہیں۔ اگر یہ دعائیں دوسرے لوگوں کو سکھلائی گئی ہیں۔ تو یہ بہاء اللہ صاحب کے دعویٰ الوہیت کا جواب نہیں ہے۔ کیونکہ بہاء اللہ صاحب کی نسبت بہائی خود مانتے ہیں۔ کہ ہماری دعائیں اور ہمارے تمام راز و نیاز اسی سے ہیں۔ اس کے سوا ہماری دعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ جیسا کہ درس الدیانۃ وغیرہ کے حوالہ سے "بہائی مذہب کی حقیقت" میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ اور اگر یہ دعائیں بہاء اللہ صاحب کی ہیں تو بہاء اللہ کے اس دعوے کی موجودگی میں کہ اسے خدائی کی تمام طاقتیں حاصل ہیں۔ ان دعاؤں کی وہی تاویل ہوگی جو عیسائی اپنے خدا یسوع مسیح کی ان دعاؤں کی کرتے ہیں جو اناجیل میں درج ہیں۔ جیسا کہ انجیل متی باب ۲۶ میں لکھا ہے:۔

"پھر یسوع ان کے ساتھ گتسمنی نامی ایک مقام پر آیا اور شاگردوں سے کہا۔ یہاں بیٹھو۔ جب تک میں وہاں جا کر دعا مانگوں۔ تب اس نے پطرس اور زبدی کے دو بیٹے ساتھ لئے۔ اور غمگین اور نہایت دلگیر ہونے لگا۔ تب اس نے ان سے کہا کہ میرا دل نہایت غمگین ہے۔ بلکہ میری موت کی سی حالت ہے۔ تم یہاں ٹھیرو۔ اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ اور کچھ آگے بڑھ کے مُنہ کے بل گرا۔ اور دُعا مانگتے ہوئے کہا۔ کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے۔ تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جائے تو بھی میری خواہش نہیں۔ بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو۔ تب شاگردوں کے پاس آیا۔ اور انہیں سوتے پاکر پطرس سے کہا۔ کیا تم میرے ساتھ ایک گھنٹہ نہیں جاگ سکے۔ جاگو اور دعا مانگو۔ تاکہ امتحان میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے۔ پر جسم سُست ہے۔ پھر اس نے دوبارہ جا کر دُعا مانگی۔ اور کہا کہ اے میرے باپ اگر میرے پینے کے بغیر یہ پیالہ مجھ سے نہیں گذر سکتا تو تیری مرضی ہو"

پس جس طرح عیسائی اپنے خدا یسوع مسیح کی ان دُعاؤں کی یہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ بلحاظ انسان کامل ہونے کے یسوع نے یہ دعائیں مانگی تھیں۔ نہ بلحاظ خدا ہونے کے۔ اسی طرح بہائیوں کے لئے بھی اپنے خدا (بہاء اللہ) کی ان دعاؤں کی یہی تاویل موجود ہے اگر بہائی فی الحقیقت بہاء اللہ صاحب میں خدا کی طاقتیں نہیں مانتے تو ان کا فرض ہے۔ یہ بتائیں۔ کہ پھر بہاء اللہ صاحب عبدالبہاء اور دوسرے بہائی دعائیں کیوں مانگتے آئے ہیں۔ ہمارے بار بار کے مطالبہ پر بھی بہائیوں کا جواب نہ دینا کہ وہ کیوں بہاء اللہ صاحب سے دعائیں مانگتے۔ اور ان کی قبر کا سجدہ کرتے ہیں۔ ثابت کرتا ہے کہ وہ پولوس کے اس قول پر عامل ہیں۔ جو کرنتھیوں باب ۹ میں بیان ہوا ہے:۔

"میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا۔ تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں۔ ان کے لئے میں شریعت کے ماتحت بنا۔ تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں۔ اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا۔ بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا۔ تاکہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں"

گویا موحدوں اور توحید پرستوں کے لئے تو یہ دعائیں پیش کی جاتی ہیں۔ اور شرک پرست طبائع کے لئے مشرکانہ طریق بھی جاری کیا ہوا ہے۔ جس کے ماتحت بہاء اللہ کی قبر کا سجدہ بھی ہوتا ہے۔ اور ان سے [illegible] مانگی جاتی ہیں۔

فقیر محمد انور درویش

(۲)

بہائیوں میں خطرناک تعصب کی تعلیم

"ہندو مسلم اتحاد" کے عنوان کے ماتحت "کوکب" نے تعصب قومی اور تعصب مذہبی کے مرض کا ذکر کیا ہے۔ اور ہندو مسلمانوں کو اس جرم کا مجرم بتا کر ظاہر کیا ہے۔ کہ بہائی فرقہ اس جرم سے پاک ہے۔ لیکن "کوکب" کو شاید بابی اور بہائی فرقہ کی تاریخ اور اور تعلیمات بھولی ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ دوسروں پر تو تعصب کا الزام لگاتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر اسے کبھی نظر نہیں آیا۔ مثلاً عبدالبہاء صاحب نے اپنے مکاتیب کی جلد ۳ صفحہ ۲۱۲ و ۲۱۳ - میں بہاء اللہ صاحب کی تعلیم کا جو نمونہ پیش کیا ہے۔ اس کے چند فقرات یہ ہیں:۔

فقرہ اول:۔ "بر جمیع احبّاء اللہ لازم کہ از ہر نفسے کہ رائحہ بغضاء از جمال عزّ ابھیٰ ورا کہ نمایند از و احتراز جویند۔ اگرچہ بکلّ آیات ناطق شود و بکلّ کتب تمسک جوید"

اس فقرہ میں بہاء اللہ یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ اللہ کے تمام دوستوں کا فرض ہے۔ کہ جس شخص میں میرے متعلق ذرا بھی بغض کی بُو پائیں۔ اس سے بالکل علیحدگی اختیار کر لیں۔ اگرچہ وہ شخص ہماری آیات الٰہی کا پڑھنے والا اور تمام الٰہی کتابوں پر عمل کرنیوالا ہو"

فقرہ دوئم:۔ "جمال مبارک در جمیع الواح و رسائل احبائے صادق ثابت را از مجالست و معاشرت ناقضان عہد حضرت باب منع فرمودند۔ کہ نفسے نزدیکی بآنان نکند۔ زیرا نفس شان مانند ثعبان بیماند فوراً ہلاک میکند"

اس فقرہ میں عبدالبہاء صاحب نے یہ بتایا ہے۔ کہ بہاء اللہ صاحب نے اپنی تمام کتابوں اور رسالوں میں اپنے سچے و ثابت قدم دوستوں کو ان لوگوں کے ساتھ ملکر بیٹھنے اور معاشرتی تعلقات رکھنے سے منع کیا ہوا ہے۔ جنہوں نے علی محمد باب کے حکم کو نہیں مانا۔ اور فرمایا ہے۔ کہ کوئی شخص ان کے پاس بھی نہ پھٹکے۔ کیونکہ ان کا سانس سانپ کے زہر کی طرح فوراً ہلاک کر دینے والا ہے۔

فقرہ سوئم:۔ "بسیار در حفظ نفوس خود سعی نمائید چہ کہ شیاطین بلباسہائے مختلفہ ظاہر شوند و بہر نفسے بطریقی اوہ آیند"

ایسے شیطانوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش چاہیئے۔ کیونکہ مختلف شیاطین مختلف لباسوں میں ظاہر ہوتے اور ہر شخص کے پاس نیا لباس پہن کر آتے ہیں۔

فقرہ چہارم:۔ "ہر نفسے کہ از وغل غلام استشمام نمائید۔ از و اعراض کنید اگرچہ بزہد اوّلین و آخرین ظاہر شود و یا بعبادت [illegible] نمائد"

[illegible] ساتھ کہ [illegible] کی بُو بھی پائی جائے۔ [illegible] پر اپنا رو [illegible] پھیر لو۔ اگرچہ وہ شخص [illegible] گیا۔ اس نے

ایسا دیندار ہو۔ کہ اس میں سب اگلوں اور پچھلوں کی دینداری اور اور پرہیزگاری پائی جاتی ہو۔ یا ایسا عبادت گذار ہو۔ کہ تمام انسانوں اور جنوں کی عبادت کے برابر اس کی عبادت ہو۔

فقرہ پنجم:۔ "اَصْفِیَائِی اِسْمَعُوْا نِدَاءَ ھٰذَا الْحَبِیْبِ الْمَسْجُوْنِ فِیْ ھٰذَا السِّجْنِ الْاَکْبَرِ اِنْ وَجَدْتُمْ مِنْ اَحَدٍ اَقَلَّ مِنْ اَنْ یُّحْصٰی رَوَائِحَ الْاِعْرَاضِ فَاعْرِضُوْا عَنْہُ ثُمَّ اجْتَنِبُوْہُ وَ لَوْ اَنَّہٗ مِمَّا ذُکِرَ لِاَنَّھُمْ مَظَاھِرُ الشَّیْطَانِ"

عبدالبہاء صاحب لکھتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ صاحب کا یہ ارشاد ہے۔ کہ اے میرے برگزیدو! عکّا کے قید خانہ سے اس محبوب قیدی کی یہ آواز سن لو۔ کہ اگر کسی شخص میں تم میرے متعلق اتنا بھی اعراض پاؤ جو شمار میں آنے کے لائق نہیں ہے۔ تو بھی اپنا منہ پھیر کر دوسری طرف کر لو۔ اور اس سے پرہیز کرتے رہو۔ کیونکہ ایسے لوگ جو مجھ سے اعراض کرتے ہیں۔ شیطان کے مظہر ہیں۔

فقرہ ششم:۔ "بحکم قاطع احبا را از معاشرت و الفت با ناقضین از اہل بیان منع فرمود"

بہاء اللہ صاحب نے اپنے دوستوں کو یہ قطعی حکم دیا ہوا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ بھی میل جول اور دوستانہ تعلقات نہ رکھے جائیں۔ جو اگرچہ بابی ہیں اور علی محمد باب کی کتاب بیان کو مانتے ہیں مگر انہوں نے بہاء اللہ کو نہیں مانا۔

ان اقتباسات سے جو عبدالبہاء نے بہاء اللہ کی تعلیم سے اپنے مکاتیب میں درج کئے ہیں۔ معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ بہاء اللہ نے مذہبی اور قومی بے تعصبی کا کہاں تک اظہار کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد ظہیر صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پی سی۔ ایس۔ سب جج بہادر۔ بٹالہ۔

مقدمہ ۱۶۲ ۱۹۲۷ء

مولا بخش ولد حسینا پسران الہیا۔ حسن محمد ولد سندا۔ منشی نابالغ پسر کرم الٰہی بولایت حسینا چچا حقیقی اقوام جٹ سکنائے بہادر حسین تحصیل بٹالہ مدعیان

بنام

امام الدین ولد ہیرا۔ اللہ دتہ و دینا پسران لاڈا۔ قطبا ولد ہیرا۔ نور محمد ولد جیوا۔ ملا ولد جانوں۔ جھنڈو ملنرا پسران روڈا اقوام جٹ سکنائے بہادر حسین۔ تاج الدین بالغ ولال و نواب و فضل نابالغان پسران سلطان بخش جٹ بولایت منشی اختر علی اہلمد عدالت ہٰذا ساکن بہادر حسین حال وارد چک ۲۵ منجوڑہ ضلع نواب شاہ۔ ملک سندھ۔ ایشر داس۔ گوری شنکر۔ دیوان چند لال چند پسران دینا ناتھ اقوام برہمن سکنائے بٹالہ۔ محلہ مجوال۔ مدعا علیہم

دعویٰ دخلیابی ۳/۴ حصہ اراضی موازی ۲ کنال ۱۵ مرلہ نمبر خسرہ ۷۰۰ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۵ و ۷۰۶ مندرجہ بندوبست جمعبندی ۱۹۲۳ء بموجب فرد پٹواری مشمولہ واقعہ موضع بہادر حسین تحصیل بٹالہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں تاج الدین مدعا علیہ کی پر معمولی طریقہ سے تعمیل ممکن نہیں ہوتی ہے۔ اور وہ علاقہ سندھ میں سکونت پذیر ہے۔ لہٰذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۱۸ ۶/۲۷ بوقت دس بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہٰذا ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ ہٰذا کی نہیں کرے گا۔ تو اس کے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاویگی

تحریر ۲۸ ۴/۲۷ مہر عدالت دستخط حاکم

(اشتہار السلیل)

سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے مت ڈرو

قرص دافع زہر بچھو و سانپ تیار ہو گئے ہیں۔ چونکہ موسم گرما میں بچھو و سرما میں سانپ کی کثرت ہو جاتی ہے۔ جس کے باعث اکثر لوگ ان کے کاٹے ہوئے زہریلے اثر سے پریشان پھرا کرتے ہیں۔ اور بر وقت کسی مجرب دوا کے نہ ملنے کے جھاڑ پھونک کروانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی تکلیف میں کوئی خاص کمی نہیں ہوتی ہے۔ لہذا پبلک کے نفع و آرام کی خاطر یہ قرص جو سانپ اور بچھو کے زہریلے اثر کو دور کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اور ان کے لگاتے ہی زہر کا اثر دور ہو کر آرام ہونے لگتا ہے مشتہر کئے ہیں۔ پس ایسی نفع بخش دوا کا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا باعث آرام ہے۔ تاکہ وقت بے وقت رات بے رات کام آوے۔ قیمت ٢٤ قرصوں کی (عہ) معہ ترکیب استعمال۔ خرچ پارسل بذمہ خریدار۔

نوٹ: فرمائش کے ہمراہ ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے روزانہ فرما دیجئے۔ ورنہ تعمیل نہیں کی جائیگی۔

المشتہر

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ حکیم میر سعادت علی صاحب معالج امراض کہنہ متصل چوک اسپان شاہ علی بنڈہ۔ حیدر آباد دکن

حب اکسیر

(١) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (٢) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (٣) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (٤) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہوگئی ہو (٥) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمزوری رہتی ہوں۔ ان کے لئے ان گودھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ۔ تین تولہ کے لئے محصولڈاک معاف چھ تولہ تک خاص رعایت۔

سرمہ نور العین

اس کے اجزاء موتی و ماميرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیابند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے بیدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال دوبارہ پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام نقصوں کو دور کرنے والی۔ مقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن اور جگر کو طاقت دینے والی۔ جوڑوں کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی۔ مقوی بے نظیر دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

مقوی انت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آ گئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبو دار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ١٢ر

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

زراعتی آلات و دیگر مشینری

بٹالہ کے مشہور و معروف چارہ کترنے کی مشینیں (ٹوکے) آہنی رہٹ (ہلٹ) انگریزی ہل۔ بیلنہ جات۔ فلور ملز۔ خراس ریل چکیاں (تیل) اور بادام روغن کی مشینیں منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے:- ایم عبدالرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز۔ احمدیہ بلڈنگ بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تازہ تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمل پور

"میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (دیسی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔" دستخط صاحب سول سرجن بہادر۔ نوٹ قیمت پانچ روپے (صہ) فی تولہ تریاق چشم رجسٹرڈ محصولڈاک علاوہ ٨ ریزہ مرحبا ہوگا۔ المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) (ضلع) شاہ دولہ۔ گجرات پنجاب

ضرورت ناطہ

ہمارے ایک دور کے رہنے والے احمدی دوست کو اپنے لڑکے کے لئے ایسی لڑکی سے نکاح مطلوب ہے جو خواندہ ہو۔ شریف اور پردہ دار گھرانے کی ہو۔ جو اعلیٰ تعلیم پانے کے لئے مستعد ہو۔ لڑکا عمر ٢٠ سال اور ابھی زیر تعلیم ہے۔ ابھی سے شادی کرنے کا مدعا یہ ہے۔ کہ ہمارے دوست منکوحہ لڑکی کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے شائق ہیں۔ جائز ہوگا۔ اگر لڑکی قادیان کی رہنے والی ہو یا قادیان میں رہائش کو پسند کرنے والی ہو۔

سید محمد اسحاق۔ قادیان

اجرت اشتہار

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]			
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]			
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]			
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]			

... سکتے ہیں یا ...
... سکتے۔ جس طرح کہ مسلمان
... عوامی شدہ حاشیہ کے

لاہور میں کشت و خون

سکھوں اور ہندوؤں کی فتنہ انگیزی

لاہور ۴ رمئی ۔ مورخہ ۳ رمئی کو بروز سہ شنبہ رات کے نو بجے کے قریب کوچہ درزیاں حویلی کابلی مل دڈبی بازار لاہور) (میں سکھوں اور ہندوؤں کی ایک جمعیت) جس میں سکھ کرپانیں باندھے ہوئے تھے اور ہندو لاٹھیاں لئے ہوئے تھے۔ فساد و خونریزی پر آمادہ ہو کر آئی ۔ اور جو مسلمان مسجد کوچہ درزیاں میں سے نماز پڑھ کر نکل رہے تھے ان پر حملہ آور ہوئی۔ مسلمان نہایت بے فکری کے ساتھ اپنی دوکانوں اور اپنے مکانوں میں بیٹھے تھے۔ اور انہیں کچھ معلوم نہ تھا۔ کہ کیا آفت آنے والی ہے یکایک زخمی اور مرتے ہوئے مسلمانوں کی زبانیں سکھوں کے نعروں کی آوازیں اور ان کا شور و غل سنائی دیا۔ سکھ اور ہندو یہ نعرے لگا رہے تھے۔ کہ مار ڈالو۔ مار ڈالو۔ کچھ پروا نہیں" مسلمان باہر نکلے تو معلوم ہوا۔ کہ سکھوں نے تین مسلمانوں کو کرپانوں سے شہید کر دیا۔ ان کے علاوہ پانچ آدمی کرپانوں ہی سے مجروح ہوئے۔

پولیس اور دیگر ذمہ دار اشخاص کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ آج سے چار پانچ روز پہلے باہر سے ایک سکھ عورت لاہور میں آئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک مسلمان نوجوان محمد اقبال پر یہ الزام لگایا گیا۔ کہ اس نے اس عورت سے چھیڑ چھاڑ کی۔ عورت کے وارثوں نے کوتوالی میں رپورٹ لکھوا کر سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ زیر دفعہ ۳۵۴ دائر کر دیا۔ ۳ رمئی کو جب طرفین کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو آپس میں صلح صفائی ہو گئی۔ اور دونوں راضی نامے پر آمادہ ہو گئے ۳ رمئی شام کے چھ بجے کے بعد ایک سکھ ان الفاظ میں منادی کر رہا تھا۔ کہ ایک مسلمان بدمعاش نے ایک سکھ لڑکی پر مجرمانہ حملہ کیا ہے۔ اب سکھوں اور ہندوؤں کی بہو بیٹیوں کی عزت خطرے میں پڑ گئی ہے۔ سکھوں اور ہندوؤں کو چاہیئے۔ کہ آج شام گوردوارہ باولی صاحب دڈبی بازار میں مشترکہ دیوان میں شامل [illegible] عبدالرحیم بزید ادلیو [illegible] دیا جائے۔ کہ ہم انکی بہو بیٹیوں کی عزت [illegible] تیں [illegible] مسلمان نہ [illegible] [illegible] ساتھ [illegible] گوردوارہ پر سکھ اور ان سے زیادہ کثیر ہندو باولی [illegible] جمع ہو گئے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ بے انتہا [illegible] کی گئیں۔ جس کے بعد دفعتہً بہت سے سکھ جو ننگی کرپانیں لئے ہوئے تھے۔ گذر حویلی کابلی مل دڈبی بازار میں داخل ہوئے۔ ہندوؤں کی کثیر جماعت لاٹھیاں لئے ہوئے ان کے ساتھ تھی۔ جس وقت یہ ہجوم مسجد درزیاں کے پاس پہنچا۔ اس وقت نو ساڑھے نو بجے کا عمل تھا۔ مسجد میں نمازی فارغ ہو کر ایک ایک دو دو کر کے باہر نکل رہے تھے۔ سکھوں اور ہندوؤں کے مجمع نے ان دکا دکا مسلمانوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کے خلاف ان لوگوں کے جوش کا یہ عالم تھا۔ کہ انہوں نے ایک ہندو لڑکے کو بھی جو شلوار اور انگریزی کیپ پہنے ہوئے تھا مسلمان ہی سمجھ لیا۔ اور اس کے بازو میں کرپان بھونک دی۔ جس پر وہ چلایا کہ میں ہندو ہوں" چنانچہ اس کے بعد اس پر دوسرا وار نہیں کیا گیا۔ بے گناہ مسلمانوں کو سکھوں اور ہندوؤں نے اس قدر بیدردی سے مارا۔ کہ جو بھاگ کر اپنے گھروں میں پناہ گزیں ہونے لگے۔ ان کو دروازوں میں سے گھسیٹ کر قتل اور مجروح کیا گیا۔

اس واقعہ کے پندرہ منٹ بعد پولیس ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی سرکردگی میں آپہنچی ۔ پولیس والے بالکل غیر مسلح تھے۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ سکھ اور ہندو بہت مشتعل ہیں۔ اور پولیس والے بالکل غیر مسلح ہیں۔ تو وہ موقع واردات پر لوٹ آئے مسلمان اس فوری حملے سے اس قدر سراسیمہ ہوئے۔ کہ پندرہ بیس منٹ تک لاشوں اور زخمیوں کی کسی نے خبر تک نہ لی تھوڑی دیر بعد بارش بہت زور سے شروع ہو گئی۔ اور عام طور پر مسلمانوں کو اطلاع نہ ہو سکی۔

بارہ بجے شب کے سر اقبال ۔ خواجہ فیروز الدین احمد اور مولوی غلام محی الدین قصوری موقع پر پہنچ گئے۔ جو صبح پانچ بجے تک وہیں بیٹھے رہے۔ اس وقت تک صرف چار سکھ گرفتار کئے گئے۔

لاہور ۴ رمئی (۵ بجکر ۲۸ منٹ شام) آج ایک بجے میو ہسپتال سے مسلمان مقتولوں کی لاشیں ان کے ورثا کے سپرد کی گئیں مسلمان جلوس کی شکل میں بھاٹی دروازہ میں [illegible] اور کئی ہزار اشخاص [illegible] ہوتے ہوئے حویلی کابلی مل میں پہنچے۔ جہاں مسلمان مقتولین کے مکان میں میتوں کو غسل دینے کے بعد ان کے جنازے نکلے۔ تمام مسلمان برہنہ سر تھے۔ اور کلمہ شہادت پڑھ رہے تھے۔ جس وقت تینوں جنازے حویلی کابلی مل سے نکلے تو منظر نہایت رقت انگیز تھا۔ پتھر سے پتھر دل بھی پانی ہو رہے تھے۔ ماتم اور غم و اندوہ کی وجہ سے مسلمانوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بندھ رہی تھی۔ جنازوں کے ساتھ کوئی ستر اسی ہزار بندگان خدا کا ہجوم تھا۔ مولوی ظفر علی خاں سب سے پہلے جنازے کو کندھا دیئے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ سر محمد اقبال ۔ شیخ عبدالقادر ۔ مولوی غلام محی الدین قصوری ۔ آنریبل سر محمد شفیع وغیرہ اصحاب بھی ہمراہ تھے۔ جس وقت جنازے سیتلا مندر کے قریب پہنچے۔ تو ان سامنے کے مکان سے پتھر پھینکے گئے۔ سیتلا مندر سے آگے بڑھ کر دفعتہً ایک پارسی کے مکان سے جنازوں پر پتھر پڑا۔ پارسی صاحب نے پتھر پھینک کر دروازے بند کر لئے۔ اس پر مسلمانوں میں از سر نو جوش پھیل گیا۔ اس مقام سے چند قدم کے فاصلے پر ایک ہندو کے مکان سے ایک بہت بڑا پتھر پڑا۔ جو ایک مسلمان کے سر کو لگا۔ اور اس سے خون جاری ہو گیا۔ یہ پتھر سید نور حسین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے روبرو پیش کر دیا گیا۔ چنانچہ شاہ صاحب نے اس زخمی کو پتھر کے ساتھ کوتوالی بھیج دیا۔ انارکلی میں کئی مکانات سے ہجوم پر پتھر برسائے گئے۔ جنازے یونیورسٹی گراؤنڈ میں پہنچا دیئے گئے۔ نماز جنازہ کے بعد سر اقبال اور سر محمد شفیع نے صبر و سکون کی تلقین کی۔

لاہور ۵ رمئی ۔ فسادات کا سلسلہ ۴ رمئی ۵ بجے شام سے شروع ہو کر گیارہ بجے شب تک [illegible] مقتولین و [illegible] جو میو ہسپتال میں ۱۱ بجے رات تک پہنچے ۔ ان کی تعداد حسب ذیل ہے [illegible] ہندو ۷ ۔ سکھ ۹ ۔ مسلمان [illegible] مجروح ۔ ہندو ۲۸ ۔ سکھ ۲۷ ۔ مسلمان ۲۶ ۔ عیسائی ۱ ۔ میزان ۹۲ ۔ اس تعداد میں وہ مجروح بھی داخل ہیں۔ جنہیں مرہم پٹی کر کے میو ہسپتال سے رخصت کر دیا گیا۔ آج صبح ۸ بجے تک مزید بارہ زخمی ہسپتال میں داخل ہو چکے تھے جب میں ہسپتال سے واپس آ رہا تھا۔ تو ہندو سکھ مجروحین کی دلدار جاتی دیکھیں یاد رہے۔ کہ مجروحین و مقتولین کی جو تعداد اوپر بتائی گئی ہے اس میں وہ مسلمان داخل نہیں۔ جن پر پرسوں رات سکھوں نے حویلی کابلی مل میں کرپانوں سے اچانک حملہ کیا تھا ("نامہ نگار خصوصی زمیندار")

لاہور ۵ رمئی (۱۱ بجے دن) جو مسلمان پرسوں کے حملہ میں کرپان سے زخمی ہوا تھا۔ کل شام کو اس نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔

لاہور ۵ رمئی ۔ ۹ بجے صبح شہر میں منادی کی جا رہی ہے کہ کوئی شخص اپنے پاس چھری ۔ چاقو ۔ لاٹھی لے کر نہ نکلے۔ اور کہیں چار سے زیادہ آدمی جمع نہ ہوں۔ جہاں اس حکم کے خلاف مجمع ہو گا۔ مجسٹریٹ کے حکم سے اس پر گولی چلا دی جائیگی۔

لاہور ۴ رمئی (۱۰ بجے شب) ایک مسلمان تانگے والے کی نعش نہایت بیدردی کس مپرسی کی حالت میں اسکے تانگے پر پائی گئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ تانگے والا دو ہندو خاتونوں کو لے کر بھاٹی پہنچا۔ اور جب وہ عورتیں تانگے سے اتر گئیں ۔ تو کسی ہندو نے چھرا بھاٹی کے پاس اس کے دل میں گھونپ دیا۔ مقتول کا نام پیراں دتہ تھا۔ اور بے چارہ بہت ہی نحیف الجثہ تھا۔

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)